بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ؕ

دین و دنیا کی ترقی چاہتا ہے تو اگر
یَاوَدُوۡدُ یَاوَدُوۡدُ یَاوَدُوۡدُ ورد کر

شانِ فاضلی

مبنی بر

سوانح حیات، بیانات و کمالات اور انکشافات

جناب قبلہ عالم

حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالم نور والے

مرتبہ: عبدالقیوم ساقی

حصہ دوئم

صفحہ 95 تا 191

لئے کوئی بھی طریقہ اختیار کر لے۔حضورؒ کے سلسلہ میں عام مروجہ طریقہ پر بیعت نہیں کی جاتی۔یعنی ہاتھ میں ہاتھ پکڑانا یا کپڑا پکڑانے کا طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا۔بلکہ حاضرین کی موجودگی میں ختم شریف کے بعد دعا فرمائی جاتی ہے۔کہ فلاں صاحب بزرگان دین کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا اللہ ان کو بزرگان دین کی صف میں شامل فرما۔اور بیعت ہونے والے صاحب کو یا ودود کے ذکر میں مشغول اور درود پاک میں مصروف رہنے کی تلقین فرمائی جاتی ہے۔اور باوضو رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

بیانات

قرآن کی تفسیر، بیانات کا عالم
ہر لفظ میں ہے رشد و ہدایات کا عالم

ا۔حقوق العباد

حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق آپ حضرت فضل شاہ قطب عالمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت پاک رہنا، اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو ہر وقت رہنا حقوق العباد کی احسن ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے پاک رہنے کی حقیقت خلوت میں پاک رہنا ہے اوراس کے محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو رہنے کی حقیقت جلوت میں پاک رہنا ہے پانچ وقتی وضو بھی محبوب ﷺ کی شان ہے۔سات وقتی بھی آپ ﷺ کی شان ہے۔اور ہر وقت باوضو رہنا بھی آپ ﷺ کی شان ہے۔مخلوق کے ساتھ جہاں بھی معاملہ ہو، وہاں حق کی ادائیگی کی صورت یہی ہے۔کہ جن صاحبان حق کا حال ہے حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ،ان کی معیت اختیار کی جائے اور ان کی صفات کو اپنایا جائے ۔ان حضرات کی صفات حضور ﷺ کی اتباع

واطاعت کی سند ہے اور اتباع واطاعت سے بڑا تعلق اور کوئی نہیں۔اس طرح جس کے بزرگان دین شاہد ہیں حال پر، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی شاہد ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی۔ حضور ﷺ کی صفات کو پایا جائے ،تو اس عظمت کا علم ہوتا ہے۔ جو مومنین حاصل تھی اور رہے گی۔صرف قول سے ان صفات کا اقرار کسی کو عظیم نہیں بناتا۔منکرین ومنافقین نے بھی آپ ﷺ کی صداقت وامانت کا اعتراف کیا تھا۔

جس صاحب کا ہاتھ امین ہوجاتا ہے اس صاحب کا دل پاک ہوجاتا ہے اور اس کی زبان کو پاکی خطاب عطا ہوجاتا ہے۔جس کا دل پاک ہو جائے اس کی نیت درست ہوجاتی ہے۔جس کی نیت درست ہوجاتی ہے اس کا عقیدہ درست ہوجاتا ہے۔اس کے اعمال درست ہوجاتے ہیں۔نیت انسان کی حقیقت ہے۔جس کی نیت بگڑ جائے ،اس کے اعمال بگڑ جاتے ہیں۔جس کے اعمال بگڑ جائیں اس کا علم بگڑ جاتا ہے۔اس پر اخلاص کا مقام آتا ہی نہیں نہ وہ شیطان کے اغوا سے بچ سکتا ہے۔تین مقامات ہیں،قول،عمل،علم اخلاص انعام ہے۔

نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی اتر رہا ہے اسکی تقسیم نیت پر ہورہی ہے۔اسی نور سے مسلمان اور مومن کو معیت حق کی بدولت فضیلت عطا ہوتی ہے اور اسی سے کافر باطل کے ساتھ لگ جاتا ہے جیسے باران رحمت سے خوشبو

میں اضافہ ہوتا ہے جہاں خوشبو ہو اور بدبو میں بھی اضافہ ہوتا ہے، جہاں بدبو ہو۔ مومن اللہ تعالیٰ کو بصیر جانتا ہے اسلئے خلوت میں پاک رہتا ہے جلوت میں بھی۔ ایمان بالغیب کے بعد ایقان کا مقام ہے اور ایقان کے بعد عرفان کا مقام ہے۔ محبّ کو ایمان بھی عطا ہوتا ہے، ایقان بھی عطا ہوتا ہے اور عرفان بھی عطا ہوتا ہے۔

حضورؒ نے جن حقائق پر روشنی ڈالی ان کے پانے کا راستہ معلوم ہوا جو بھی ہمیں حاصل ہے۔ عطائے خداوندی ہے۔ اس کے استعمال کی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک خواہش کی اتباع دوسرے اتباع حق۔ خواہش کی اتباع میں صراط مستقیم سے انحراف یقینی ہے اس لئے یہ راستہ یقیناً خسارے کا ہے اور دائمی خسارے کا ہے اور اتباع حق حال پر صاحبان حق کی اتباع کا نام ہے اور صراط مستقیم ہے۔

۲۔ مصائب و آلام

پانچ مقامات اللہ تعالیٰ نے صبر کے رکھے ہیں خوف، بھوک، کمی مال، کمی جان اور رزق کی کمی۔ جو ان مقامات پر پورا رہے اس صابر کو بشارت عطا جاتی ہے اور معیت حق کا شرف عطا ہو جاتا ہے صابرین کی شان یہ ہے، کہ جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی

طرف مراجعت کرنیوالے ہیں) یہ ان کا قول ہوتا ہے عملاً وہ مصیبت کو باذن اللہ جانتے ہیں۔ کسی صورت کی طرف سے نہیں جانتے۔اس لئے ان کا معاملہ مخلوق کے ساتھ ہر مقام پر درست رہتا ہے ان کی بدولت مخلوق کی اصلاح کا راستہ ملتا ہے اور رجوع الی اللہ ہونے کا مقام عطا ہوتا ہے

مصائب وآلام عام، خاص الخاص سب کے لئے ہیں اسلئے کہ مصائب وآلام اگر ختم ہوجائیں ۔تو درجات اور بلندیاں بھی سب ختم ہوجائیں۔ ہرایک درجے پر مصائب وآلام کے بتائج مختلف ہوتے ہیں، عام پر جب مصائب وآلام آتے ہیں، تو وہ انہیں باذن اللہ نہیں جانتے اس لئے صابر نہیں رہ سکتے اور معیت حق کا انہیں شرف حاصل نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے اعراض کے مرتکب ہوتے ہیں۔ شیطان ان کے ساتھ لگ جاتا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معیت اختیار کرنے کی بجائے اسباب کی پناہ تلاش کرتے ہیں اس طرح شرک کے مرتکب ہوتے ہیں ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں فلاح سے گزر جاتے ہیں اور خسارہ انہیں گھیر لیتا ہے۔

عام لوگوں کو مصائب وآلام اکثر ان کے ناقص قول کی بنا پر ہوتے ہیں ایسی صورت میں صاحبان حال اگر ان کے نام بدل دیں ۔تو مصائب وآلام کی صورت بھی بدل جاتی ہے۔ جب بزرگان دین عنوان بدل دیتے ہیں تو سابقہ صفتیں معدوم ہوجاتی ہیں ۔ نئے عنوان پر سابقہ صورت موجود ہی نہیں

ہوتی۔ بالکل اسی طرح جیسے مالی کسی پودے کو پیوند لگا دے۔تو اس کی پہلی صفتیں معدوم ہوجاتی ہیں۔جس کا پیوند لگایا جاتا ہے۔اسی کے پتے اسی کی شاخ اسی کا پھل اور اسی کا پھول ظاہر ہوتا ہے۔بزرگان دین بچوں کے جوانوں کے حتیٰ کہ بوڑھوں کے نام بدل چکے ہیں، بدلتے رہتے ہیں اور بدلتے رہیں گے۔یہ سلسلہ خیر جاری ہے، اور جاری رہے گا۔اللہ کے فضل سے۔

خاص لوگوں پر جب مصائب وآلام آتے ہیں تو وہ اپنا احتساب کرتے ہیں اور ناقص اعمال سے تائب ہوجاتے ہیں۔جس کا نتیجہ انہیں گھیرے ہوئے ہوتا ہے تائب ہونے کے بعد وہ اپنے عہد پر پورے رہتے ہیں صالحین کے ابتاع سے انہیں اصلاح کا راستہ ملتا ہے۔ان پر روشن ہوجاتا ہے۔کہ انہیں کیسے ہونا چاہیے اور وہ کیسے ہیں مصائب وآلام ان لوگوں کے لئے سواری ہوجاتے ہیں اور یہ حال پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کو پالیتے ہیں بزرگان دین کی ابتاع سے، ان صاحبان کے وجود میں قرب کی طغیانی آجاتی ہے اور عشق الٰہی میں جو گوہر باران کی آنکھوں سے ٹپک رہے ہوتے ہیں، وہ ہر قطرہ ہر جمال کا بلاوہ لے کر آتا ہے اللہ والے جان چکے ہیں ،اللہ کے فضل سے۔

خاص الخاص لوگوں پر بھی مصائب وآلام آتے ہیں مخلصین پر

مصائب و آلام اس لئے آتے ہیں۔ کہ ان کے اخلاص کی بدولت ساتھ والوں کو اور پیچھے آنے والوں کو علم عطا ہو کہ ایسے مقامات پر حق کی ادائیگی کی احسن صورت کیا ہے؟ یہ لوگ مصائب و آلام کو باذن اللہ جانتے ہیں اور صبر کرتے ہیں انہیں معیت حق کا شرف عطا ہو جاتا ہے یہ ہیں وہ حضرات جن کا حال ہے کفٰی باللہ وکیلاo ان کے راستے میں غیر نہیں رہ سکتا جو مخالف کے مطابق رہے ،فی سبیل اللہ اس کے راستے سے مخالف کو ہٹا دیا جاتا ہے ان لوگوں کی دنیا دین اور دین مولا ہو جاتا ہے۔ان ہی صاحبان کی معیت سے علم صبر عطا ہوتا ہے کیونکہ مقام ہمیشہ صاحب مقام ہی سے ملتا ہے۔

اللہ تعالٰی بڑا کریم ہے، اپنے بندوں پر وہ کرم رہتا ہے ہر حال میں اللہ تعالٰی صبر کی توفیق عطا فرمائے ۔ ہر مقام پر سلامتی سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر مقام پر بزرگان دین کا ساتھ رہے۔اس طرح نوازے جس طرح اپنے پیاروں کو نوازا ہے۔نواز رہا ہے اور نوازتا رہے گا، آمین۔

۳۔ بیان نیت

نیت عمل کی خلوت ہے اور نقشہ ہے ،خلوت کے درست رہنے کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے معبود ہونے کا یقین ہو۔اور وحدہٗ لاشریک

ہونے کا یقین ہو جلوت میں نیت کے درست ہونے کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کی اتباع اور اطاعت سے ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کیلئے ہر وقت پاک رہے اور محبوب ﷺ کیساتھ باوضو رہے، اسے زہد کا مقام عطا ہو جاتا ہے۔ جسے زہد الانبیاء فرمایا گیا ہے۔ جس خلوت کی جلوت شاہد ہو، وہ خلوت سچی ہے۔ جس جلوت کی خلوت شاہد ہو وہ جلوت سچی ہے۔

ذکر کی بہت بڑی فضیلت ہے فرمان خداوندی ہے۔ فاذکرونی اذکرکم ،تو میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ ذکر قول ہے، اگر ذاکر کا عمل فی سبیل اللہ ہے، تو ذکر حق ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ عمل کی شہادت سے قول سچا ثابت ہوتا ہے۔ درود پاک کی بھی بہت بڑی شان ہے۔ احکم الحاکمین نے سب احسن کام بندوں کے لئے فرمائے۔ درود پاک پہلے خود پڑھا۔ فرشتوں کی جماعت سے پڑھوایا۔ اور مومنین کو اس کا حکم فرمایا۔ درود پاک قول ہے، مودت فی لقربیٰ شاہد ہو، تو پڑھنے والا سچا ہے، ورنہ نہیں۔ اگر صاحبان حق کے دوستوں سے دوستی ہو۔ اور ان کے متعلقین کا ادب ہو تو قربیٰ سے محبت کا حاصل ہوگا، استقامت سے صراط مستقیم پر رہنا۔ اور انعام ہوگا خوف وحزن سے نجات، صراط مستقیم پر وہی رہ سکتا ہے جسے انعمت علیھم سے محبت ہو، محبت ہی ادب کا کل ہے۔

ابتدائی دو مقامات ہیں، مسلمان کا ہاتھ امین ہو، زبان پاک ہو، یہ

حقائق کی ابتدا ہے اور راحت کی ابتدا ہے۔جس کا ہاتھ امین ہوگا، دل بھی اسی کا پاک ہوگا، نیت بھی اسی کی درست ہوگی۔جس کی زبان پاک ہوگی وہی لغو سے اعراض کرنے والا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کو بصیر جاننے والا ہوگا اور یہ نیت کے درست ہونے کی اسناد ہیں دل پاک ہوتو نیت درست ہوتی ہے۔نیت درست ہوتو عقیدہ درست ہوتا ہے اور عقیدہ درست ہوتو اعمال درست ہوتے ہیں تین مقامات انتہائی ہیں۔۱۔ ہر حال پر پاک اور باوضو رہنا۔۲۔ذکر میں مشغول رہنا۔۳۔درود پاک میں مصروف رہنا۔

مخلصین کی یہ شان ہے، کہ وہ ان پانچوں مقامات پر پورے رہتے ہیں ان کی زبان پاک ہوتی ہے۔ہاتھ امین ہوتا ہے۔وضو حال ہوتا ہے۔ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔اور درود پاک میں مصروف ہوتے ہیں۔عباد مخلصین پر شیطان کا اغوا ممکن ہی نہیں۔اگر رخ خیر کا ہوگا۔اور نیت درست ہوگی۔تو نتائج مثبت ہوں گے، ورنہ منفی ہوں گے۔اس طرح حیات دنیا میں ہی انجام کا کچھ ذائقہ مل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ایک ہی اتر رہا ہے اس کی تقسیم نیت پر ہورہی ہے۔نیت انسان کی حقیقت ہے۔جس کی نیت ٹھیک ہوجاتی ہے اسے صالحین کی معیت صالح بنادیتی ہے۔جس کی نیت بری ہوتی ہے۔اس کا رخ غیر کا ہوجاتا ہے۔جس کا انجام عذاب ہے، دنیا و آخرت میں۔اللہ تعالیٰ سب

صاحبوں کونیت خیر کی توفیق بخشے ،اور صالحین کی معیت کا شرف بخشے ۔اپنے پیاروں کی دعاو برکت سے ۔زہد الانبیاء کا مقام عطا فرمائے ۔اور راحت کے انعام سے نوازے آمین ۔

۴۔ارکان اسلام

کلمہ طیبہ،نماز اور روزہ یہ تین مسلمان کی جلوت کے شاہد ہیں اور دو شاہد وقتی ہے حج اور زکوۃ ۔مومن کو اللہ تعالیٰ جس وقت توفیق عطا فرماتا ہے تو وہ وقتی اعمال کی ادائیگی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوب ﷺ کی خوشنودی کے لئے ہی کرتا ہے کیونکہ مومن پر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا کا سب سے بڑا حق ہے

دو شاہد مسلمان کی خلوت کے ہیں ہاتھ امین ہواور زبان پاک ہو جس مسلمان کے ہاتھ سے مخلوق خدا کو نقصان نہ پہنچے اس کا ہاتھ امین ہوجاتا ہے جس کا ہاتھ امین ہوجائے اس کا دل پاک ہوجاتا ہے اور جس کا دل پاک ہوجائے اس کا جسم مطہر ہوجاتا ہے جس مسلمان کی زبان سے مخلوق خدا کو نقصان نہ پہنچے اسکی زبان پاک ہوجاتی ہے وہ لغو سے اعراض کرتا ہے اس لئے مومن کو چاہیے کہ زبان کو ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رکھے اور دل کو درود پاک میں مصروف رکھے اور جسم کو اپنے اللہ تعالیٰ کی کار میں لگائے رکھے

اور مخلوق سے معاملہ فی سبیل اللہ کرے اس صورت سے مومن جہاں رہے گا صاحبان حق کی معیت میں ہوگا مومن جہاں بھی ہوتا ہے وہ خدائی ڈیوٹی ادا کرتا ہے سبب سے پاک رہتا ہے اور اللہ والوں کی معیت میں رہتا ہے۔

جس سبب کا حاصل دنیا ہو وہ سبب ناقص ہے اور جس سبب سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کا ذریعہ ہو، وہ سبب کامل ہے یاد رکھیے ! کہ سبب دنیا حجاب ہے اللہ تعالیٰ سے اور وہ اسباب جو رضائے الٰہی کے حصول کا موجب ہیں وہ بمنزلہ سواری ہیں کمی علم کی وجہ سے ہی انسان ناقص سبب کو اختیار کرتا ہے اور یہی سبب اسکی نافرمانی کا باعث بنتا ہے جس انسان میں مقام تسلیم اور رضا آجاتا ہے اس کو سبب کامل عطا ہو جاتا ہے مومن کی شان، شان تسلیم ہے مقام تسلیم کے بعد رضا کا حال عطا ہوتا ہے رضا کے بعد راز کا شرف عطا ہو جاتا ہے راز کی حقیقت قرب ہے قرب کی حقیقت خوف ہے جس مومن کو یہ مقام عطا ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عباد مخلصین میں شامل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو صالحین کی معیت کا شرف بخشے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

۵۔ بیان انس

عام کے ساتھ رَل جاؤ خاص کے ساتھ گھل جاؤ اور خاص الخاص کے ساتھ مل جاؤ یہ ملنا میل جول سے تعلق رکھتا ہے اس صورت میں فلاح و برکت موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے پارہ نمبر۴، سورۃ آل عمران:

وَاعتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ تا لَعَلَّكُمْ تَهتَدُوْن

ترجمہ:- اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لو سب مل کر آپس میں تفرقہ نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں دشمنی تھی بس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنی آیات بیان کرتا ہے۔ تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

صاحبو! یاد رکھیے! کہ ہدایت ہادی کے پاس ہے نور معرفت اس کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے یہ ساری مخلوق کی بہتری اور فلاح کے لئے ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کا حکم یہ ہے کہ جہاں کہیں تین مسلمان ہوں ایک کو امیر بنائیں جس کو امیر بنائیں اس کے دوستوں کیساتھ دوستی رکھیں اور اس کے متعلقین کا ادب کریں اس صورت سے درود

پاک کا حق ادا ہوگا۔اور قربیٰ کی معیت مودت فی القربیٰ شاہد ہوتو پڑھنے والا سچا ہے ورنہ نہیں اس لئے حال پر صاحبان حق کے دوستوں سے دوستی ہو اوران کے متعلقین کا ادب ہو کیونکہ سالک کو جب بھی فائدہ پہنچتا ہے۔حال پر فائدہ پہنچتا ہے جو صاحب اس صورت سے رہے گا اس صاحب کا درود پاک قول سے بھی ادا ہو جائے گا اور عمل سے بھی ادا ہو جائے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنكُمْ اُمَّةٌ تا هُمُ الْمُفْلِحُوْن

ترجمہ: اورتم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جولوگوں کو خیر کی دعوت دے بھلائی کا امر کرے اور برائی سے منع کرے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

یہ حکم اللہ تعالیٰ کا اس مقام پر سند ہے کہ تم اپنا میل جول اِن صاحبان حق سے رکھو جو خدا سے راضی ہو چکے ہوں یقیناً یہی جماعت مفلحین کی جماعت ہے اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ گے تو تمہیں مقام رضا عطا ہو جائے گا۔

راضی ہونے کے ابتدائی دو مقامات ہیں ہاتھ امین ہوا زبان پاک ہوا سے حقائق کی ابتدا فرماتے ہیں بزرگان دین اور راضی ہونے کے تین انتہائی مقامات ہیں ہر حال میں پاک اور باوضو رہنا جو صاحب اس مقام پر سچا

ثابت ہو جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصال ذکر کی نعمت سے نوازا جاتا ہے جسے وصال ذکر کی نعمت عطا ہو جاتی ہے اسے نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا کی جاتی ہے۔ وصال ذکر کا شکریہ شرف درود پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مشرف بہ صلوۃ وسلام کر دیتا ہے اس شرف کی شہادت حال پر ان صاحبان حق کی معیت سے ملے گی جو پہلے اللہ تعالیٰ سے واصل ہو چکے ہیں یہ ہے طلب صادق جس سے انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے جب سالک ہادی کی معیت میں ہو تو حال پر ہدایت کی اپنی کوئی صورت نہ رکھے جو رخ ہادی کا ہو اسی رخ کو ہدایت جانے اور یقیناً وہی ہدایت ہے۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوئید
کہ سالک بے خبر راہ و رسم منزلہا

صاحبو! ہادی کسی بندے کا نام نہیں ہے ایک پیغام کا نام ہے اور نور ہدایت ہادی کا مقام ہے پیارو! غور کر کے دیکھو کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے نام ہیں اللہ تعالیٰ جسے نعمت عطا فرما دیتا ہے وہ اس کی تقسیم میں لگ جاتا ہے اور قاسم ہو جاتا ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کے حبیب کیلئے جاگتا ہے اسے جاگ لگ جاتا ہے جسے جاگ لگ جائے اسے بھاگ عطا ہو جاتے ہیں اس مقام پر میراں بھیکؒ فرماتے ہیں۔

دھن گھڑی دھن بھاگ ہمارے
شوہ پایا رل بھیک دوارے

حضور پرنور حضرت میاں خدا بخشؒ صاحب سلطان العارفین قطب الاقطاب کامل اکمل سرتاج اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کا محبوب زبان حال سے بولتا ہے اور اللہ کے حکم سے بولتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا یَنۡطِقُ تا یُوۡحٰی ۝

ترجمہ: وہ اپنی خواہشات کے تحت نطق نہیں فرماتے، وہ صرف وحی ربانی کے تحت نطق فرماتے ہیں۔

عارف رومیؒ فرماتے ہیں

گفتہء او گفتہء اللہ بود ۔۔۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

محبّ محبوب کی جان ہے اور محبوب محبّ کی شان ہے اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن ہے۔

مقام غور:۔ صاحبو! جس وقت بزرگان دین کا کلام تم تک پہنچے اس کے معنی کتاب وشنید سے مت کرو کیونکہ وہ کلام صاحب حال کا کلام ہے انسان حادث ہے اس کا علم بھی حادث ہے اللہ تعالیٰ قدیم ہے اس کا علم بھی قدیم ہے حادث قدیم کو پا ہی نہیں سکتا اسی لئے قول آیا قول کا شاہد اعمال

آیا، اعمال کا شاہد علم آیا اور علم کا شاہد اخلاص آیا یہ ہے علم الٰہی کی سند اور یہی چار رکن ہیں سند کے اور بزرگان دین صاحب حال ہیں اگر بزرگان دین کے کلام کے معنی اپنے حادث علم سے جانچتے رہو گے تو اس کا نتیجہ کا یہ نکلے گا کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے انعام کا راہ رکھا ہے اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے کیونکہ قول جس کے لئے ہے اعمال بھی اسی کیلئے ہے علم بھی اسی کیلئے ہے اور اخلاص بھی اسی کیلئے ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو جاننا نہیں چاہیے ماننا چاہیے جاننے سے دوری پیدا ہوتی ہے اور ماننے سے حضوری پیدا ہوتی ہے جو ماننے کے بعد جانے گا وہ انسان خواہش سے پاک ہو جائے گا صراط مستقیم اس کا راہ ہوگا اور اسے حزن وملال سے نجات ہو جائیگی اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کی معیت کا شرف عطا فرمائے اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

٦۔ بیان شے

حضرت مولوی غلام رسول صاحبؒ سر تاج اولیاءؒ فرماتے ہیں۔

جہاں شئیاں دا خواہاں ہویوں سب تیرے وچہ آئیاں
فقر غنا ترے وچہ وسدا تے وچے نور صفایاں

صاحبو! دیکھو!! غور کر کے!!! اللہ تعالیٰ نے تمہارے آنے سے پہلے

تمہارا ساماں بھیج رکھا ہے جس ربّ العزت نے اتنا کرم کیا ہوتو اس کیساتھ اطمینان سے رہنا چاہیے اتنے عظیم کریم پر قربان ہوجانا چاہیے ہر گھڑی میں ہر ساعت میں ہر پل میں ہر جگہ اور ہر مقام پر اسی لئے اسلامی تعلیمات کا مبداء سلامتی ہے اور سلامتی کا ظہور ہاتھ کی امانت اور زبان کی پاکی وطہارت سے ہوتا ہے

انسان کے قربان ہونے کی پہلی صورت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہے ہر مقام پر اس کا ثبوت خلق اللہ کیساتھ غرض وغایت سے پاک رہنے سے پہنچے گا یاد رہے، اس مقام پر کہ جس کا معاملہ خلق اللہ سے درست نہیں ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سچا ثابت نہیں ہوسکے گا۔ انسان کے قربان ہونے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو رہے ہر مقام پر اللہ کے حبیب ﷺ باوضو ہیں ہر وقت ہر ساعت ہر گھڑی ہر پل اور ہر مقام پر۔

محبوب ﷺ نے یہ انعام ساری کائنات کو تقسیم کیا پہلوں کو اب حال پر اور مستقبل میں یہ تقسیم جاری رہے گی قیامت تک قیامت کے دن وہ سب لوگ باوضو اٹھائے جائیں گے جو اس دارفانی میں محبوب ﷺ کی اتباع میں رہے حال پر یہ نعمت صالحین کے قدم سے عطا ہوتی ہے اور ان کی معیت سے عطا ہوتی ہے کیونکہ صالحین محبوب ﷺ سے باوضو ہیں اس مقام پر یہ بات

دھیان میں رہے کہ جو حال پر بزرگان دین سے باوضو نہ رہے گا وہ بزرگان دین کی صف میں شمار نہ ہوگا اور مقام عبودیت سے مشرف نہیں ہوگا صاحبو! جان لو!! وضو جلوت کا مقام رکھتا ہے اور پاکی خلوت کا مقام رکھتی ہے یہ دونوں مقام اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو عطا فرمائے ہیں ذاتی اور صفاتی اس لئے کہ محبوبؐ پاک کرے خلق اللہ تعالیٰ کو غرض وغایت سے اور واصل باللہ ہونے کا شرف عطا کرے بس یہی منشا ہے بزرگان دین کے آنے کا۔

صاحبو! جو صاحب محبوبؐ سے باوضو ہوجاتا ہے اس کا عمل اولیٰ ہوجاتا ہے اور گروہ اولیاء میں داخل ہوجاتا ہے یہ حزب اللہ ہے اور پاک انسانوں کی جماعت ہے جو صاحب محبوبؐ کی اتباع میں ہوجاتا ہے اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے اور حبیب ﷺ کی خوشنودی اسے عطا ہوجاتی ہے یہ بڑے کرم کا مقام ہے یہی خیر وخوبی کا مقام ہے اور اسی میں خوبی اور محبوبی کا راز نہاں ہے۔

صاحبو! یاد رکھو!! پہلو دو ہی رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک پہلو نار کا اور دوسرا نور کا جو صاحب خیر کو تسلیم کریگا اس کو نور کا پہلو عنایت ہوجائے گا ورنہ نار کا پہلو اسے مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا اس کے علاوہ کوئی تیسری صورت موجود نہیں اب حال پر خیر اور خوبی مفت تقسیم ہورہی ہے حال سے فائدہ اٹھاؤ اور مقرب بارگاہ الٰہی بن جاؤ خیر اور خوبی اللہ کی اطاعت اور محبوب ﷺ کی اتباع

میں مضمر ہے اور یہ حال عبودیت کی جماعت کا حال ہے اللہ تعالیٰ نے عبادت عنایت کی اور محبوبؐ نے خلق اللہ کو عبودیت عطا کی اللہ تعالیٰ کی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے اور محبوبؐ کی جماعت محبوں کی جماعت ہے یاد رہے کہ محبّ حب سے بنتا ہے اور حب سے حبیب بنتا ہے "حبیب اللہ نور من نور اللہ " یہ حال نور والوں کی جماعت کا ہے نور کی تقسیم بھی نور والوں کی جماعت ہے نور کا حال بھی نور والوں کی جماعت ہے ماضی نور والوں کا شاہد ہے عمل ان کا حال ہے اور مستقبل ان کا کلام الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب خلوت کی صورت سے بادشاہ ہوئے اور جلوت کی صورت سے شہنشاہ ہوئے بادشاہ وہ ہوتا ہے جس کی اپنی کوئی بات نہ ہو نہ خلوت میں اور نہ جلوت میں اس کی بات اللہ کی بات ہوگی

گفتہ او گفتہ اللہ بود ــــ گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

جس کی اپنی کوئی بات نہ ہو اسے اللہ تعالیٰ خلوت کا بادشاہ بنا دیتا ہے جو خلوت کا بادشاہ ہو وہ جلوت کا شہنشاہ ہوتا ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کی شان کو ہر جگہ قائم رکھتا ہے وہ شہنشاہ ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ باشان ہے بندہ بے شان ہے جو باشان کیساتھ لگ جاتا ہے اسے شان عطا ہو جاتی ہے اور وہ جلوت کی صورت سے شہنشاہیت کے تاج سے مشرف کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو دوری سے دور رکھے اور حضوری کا شرف

عطا فرمائے اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

۷۔ بیان فاروق

اللہ تعالیٰ کے پیارو غور کر کے دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کیساتھ اور محبوب ﷺ کی خاطر ساری کائنات کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے ہر کام کے نفع و نقصان کا ذمہ دار میں (اللہ تعالیٰ) ہوں تمام مخلوق میں سے صرف انسان کے نفع و نقصان کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے یہ بڑے کرم کا مقام ہے اور عطائے بے بہا ہے۔

یہ بات دھیان میں رہے کہ صورت قرب میں یہ دونوں مقامات ہر وقت جاری رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر دو مقامات پر اپنے ساتھ کا وعدہ فرمایا ہے تو انسان پر بھی لازم آتا ہے کہ اگر نفع اور فائدہ کا حصول ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہے حال پر اس کا ثبوت قول اور عمل دونوں سے ادا کرنا ضروری ہے قول سے زبانی شکریہ عمل سے خلق اللہ کی بھلائی کیونکہ ہر نعمت کا شکریہ اسکی شان اور نوعیت کے مطابق ادا کرنا چاہیے اور اگر کسی مقام پر نقصان پہنچے تو بھی اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہے حال پر راضی برضا رہے کیونکہ معطیٰ مطلق علیم و حکیم ہے جس انسان میں یہ دونوں صفات پیدا ہو جائیں گی وہ انسان اللہ تعالیٰ کے عباد الاصفیاء میں شامل ہو جائے گا اس کے برعکس جو

انسان صرف فائدے کی صورت کو ساتھ رکھے گا اور نقصان کی صورت کو غیر جانے گا۔ وہ نفس کا بندہ ہوگا نفس غیر صفات کے اجتماع کا نام ہے غیر غرور سے متعلق ہے غرور دوری کا سبب بنتا ہے اس طرح وہ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور شیطان کے قریب ہو جاتا ہے اور یہ مقام انسان کیلئے انتہائی خسارے کا ہے انسان کو ہر ایسے مقام سے احتراز کرنا چاہیے۔

بزرگان دین اوصاف حسنہ کے حامل ہوتے ہیں اسلئے حال پر جن مقامات کو سالک اپنی نظر میں پسندیدہ خیال کرتا ہے ان کو بھی حاصل کر لینا چاہیے اور جن کو اپنی کم علمی کی وجہ سے ناپسندیدہ خیال کرتا ہے ان کو بھی مان لینا چاہیے اسی میں خیر و برکت کی ضمانت موجود ہے کیونکہ بزرگان دین کی جس بھی صورت کو پسند نہ کرو گے یا نہ مانو گے وہی صورت غیر کے رخ پر لگا دے گی نہ ماننے سے دوری ہوتی ہے یہ دوری قرب خداوندی سے دوری کا موجب ہوتی ہے اور جو انسان اللہ تعالیٰ کے محبوب کے اوصاف حسنہ کو تسلیم کرے گا پھر اس راہ پر گامزن ہو جائے گا اس انسان کو مقام منصف عطا ہو جائے گا اور یہ صفت فاروق سے وابستہ ہے اسی لئے مولوی غلام رسول صاحبؒ فرماتے ہیں۔

بعض رنگاں تے مر مر جاویں بعض تکیں وٹ کھاویں

بعضیاں منیں تے بعضیاں منکر منصف کنویں سداویں

پیارو یہ ساری کائنات بزرگان دین کی مثال ہے اسی لئے اس کو عالم

مثال کہتے ہیں عالم مثال میں زبان کوادراک ہے عالم مثال کیا ہے؟ قول عالم اعمال میں زبان کوادراک نہیں ہے عام لوگ ہر وقت عالم مثال میں رہتے ہیں عالم پیش کیا جاتا ہے مثال کو حقیقت کا شاہد بنایا جاتا ہے کیوں؟ اسلئے کہ بندہ خدا، اللہ کا ہوکر رہے ہر مقام پر خلق اللہ میں جس کسی سے میل جول ہواس کے ساتھ اپنا ہوکر نہ رہے اگر اپنا ہوکر رہیگا تو اس کو بزرگان دین شرک خفی سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ مقام غیر کے لئے ہے ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کیلئے رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مخلوق سے معاملہ درست رکھے گا یہ مقام خیر کا ہے اسی میں خوبی ہے اور اسی میں محبوبی کا راز پنہاں ہے اس مقام پر یہ دھیان میں رہنا چاہیے کہ مقام قرب میں دونوں صورتوں کی جلوہ گری ہوتی رہتی ہے اسلئے سنبھل سنبھل کر قدم رکھنا چاہیے۔

قاعدہ کلیہ:۔ بزرگان دین فرماتے ہیں جو حال پر منظر پیش نظر ہواس سے اسی وقت فائدہ اٹھالینا چاہیے جس مقام سے سالک استفادہ نہ کرسکے اس کو غلط نہیں سمجھا چاہیے اس مقام پر سالک کو صرف اتنا ہی جاننا ضروری ہے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے جو سالک اس طرح رہے گا اسے مقام دوام عطا ہوجائیگا اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کے عباد الصالحین میں کوئی نقص نظر آتا ہے تو یہ اسکی بنیائی میں ضعف کی علامت ہے مولوی غلام رسول صاحبؒ سچ

فرماتے ہیں کہ

جے تدھ خطا نظر وچ دسے ضعف تیری بینائی
آپ کو را ہے پوے نا بینا راہے عیب نہ کائی

نتیجہ یہ حاصل ہوا بزرگان دین اللہ تعالیٰ کے لئے پاک ہیں ہر جگہ ہر گھڑی ہر چشم زدن میں جو پاک ہے اس کو اللہ کا محبوب پاک نظر آتا ہے دوسرے کو نہیں آتا کیونکہ دنیا عالم مثال ہے جیسی مثال ہوگی ویسی اس کی مثال ہوگی اس لئے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَات
ترجمہ: اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔

اللہ کے پیارو دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے تم کیا کر رہے ہو جو کرنا چاہیے تمہیں وہ تم کرتے نہیں جس سے باز رہنا چاہیے وہ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو ایک ٹوکرہ کی مانند پیدا کیا ہے ساری کائنات اس ٹوکرے میں ہے جتنی صفات محبوب کی ہیں وہ اس ٹوکرے میں موجود ہیں شریعت میں اسکو ٹوکرہ طریقت میں دل اور حقیقت میں حق کہتے ہیں حضرت بلھے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈوھنگا کون دلاں دیاں جانے
وچے مگھ وچے مرغائیاں وچے ونج مہانے
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے
بلھیا جہیڑا اسار دلے دی جانے اوہ ہر دم خوشیاں مانے

سار کیا ہے؟ ماننے والی کو مانے اور نہ جانی ہوئی کو بھی مانے یہ ہے سار ماننے والی کو مانے اور نہ جانی ہوئی کو نہ مانے یہ ہے وچکار ایسے سالک پر مقام دوام نہیں آتا۔ دوری ہوتی رہتی ہے حضوری کا مقام کہاں؟ پیارے کو پیار کا سودا کر لینا چاہیے یہ بڑے منافع کا سودا ہے سودا کیا ہے؟

صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمْ

خبردار ہو جاؤ! یہ اس کا ذکر ہو رہا ہے جس میں چار صفات ہیں وہ محبوب ﷺ تاج کے صاحب ہیں معراج کے بھی صاحب ہیں براق کے بھی صاحب ہیں اور علم کے بھی صاحب ہیں۔

دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَامْ

محبوب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات عنایت فرمائی ہیں محبوب ﷺ کی بدولت مخلوق سے بلاؤں کو دفع کیا جاتا ہے وباؤں کو رفع کیا جاتا ہے قحط کو رحمت کا پہلو عطا کیا جاتا ہے امراض کو صحت میں بدلا جاتا ہے اور درد و آلام کو انعام کا مقام عطا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں محبوب کی شان قائم رکھتا ہے ہر مقام پر محبوب کی بدولت مخلوق کو نہیں دیکھا جاتا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

صاحبو دیکھو کتنی اعلیٰ و بالا صفات محبوب ﷺ کی اس ٹوکرہ میں موجود ہیں کوئی ایک تو لے لو۔

پہلی صفت مسلمان کا ہاتھ امین ہو

دوسری صفت زبان برائی سے پاک ہو ابتدائی دو مقام حقائق کی ابتدا ہے

تیسری صفت انسان اللہ تعالیٰ کیلئے پاک رہے اور محبوب ﷺ کے لئے باوضو رہے

چوتھی صفت ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے

پانچویں صفت درود پاک اور صلوٰۃ وسلام میں مصروف رہے

آخری تین صفات یہ حقائق کی انتہا ہے۔

صاحبو یہ سب خیر کے مقامات ہیں جو صاحب خیر کے مقام کو تسلیم کرے گا کامیاب ہو جائے گا جو خیر کو قبول نہ کرے گا اسے غیر کو لازمی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ مقام دو ہی ہیں خیر کا اور غیر کا خیر آیا ہوا ہوتا ہے غیر کو دعوت دی جاتی ہے صاحبو یہ سارا کارخانہ کائنات انسان کی خاطر ہے اس کریم نے کتنا بڑا اکرم کیا ہے اس کریمی سے فائدہ حاصل کر لینا چاہیے ہاں ہاں دوستو!

اللہ کے بندے تیری خاطر یہ سارے دھندے
اور تو کیوں لگائے بیٹھا ہے پھندے

غیر کے پھندے سے نکل کر خیر کے در پر آس لگا لو تا کہ دین ودنیا کے انعامات حاصل کر لو۔ اس طرح دین ودنیا میں سرخرو ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ غیر

سے دور رکھے، خیر کے در پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

۸۔ بیانِ تسلیم و تعظیم

تسلیمی سجدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت پاک رہنا۔

تعظیمی سجدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے محبوب کے لئے ہر وقت باوضو رہنا۔

جو صاحب اللہ تعالیٰ کے لئے پاک رہے۔ اس کو عمل کے اعتبار سے مخلوق خدا سے پاکی کا ثبوت مہیا کرنا ضروری ہے۔ جو معاملات کی راستگی سے ممکن العمل ہوتا ہے۔ کیونکہ جو اس جہان میں پاک نہ رہے گا وہ اس جہان میں صالحین کی جماعت میں شامل نہ ہوگا۔ اور جو صاحب بزرگان دین کے لئے باوضو نہ رہے گا۔ اس صاحب کا تعظیمی سجدہ نہ قول سے ادا ہوگا۔ اور نہ اعمال سے، نہ علم عطا ہوگا۔ اور نہ اخلاص انعام کی صورت میں اترے گا۔ یہ بات بھی دھیان میں رہے۔ کہ جو صاحب بزرگان دین کی تعظیم و توقیر نہ کرے گا۔ اس کا وضو نہ قول سے ہوگا۔ نہ عمل سے نہ علم سے اور نہ اخلاص سے۔

جو صاحب ہر وقت بزرگان دین کے لئے باوضو رہے گا۔ اس صاحب کو مجالس محمدی ﷺ میں حضوری کا شرف عطا ہو جائے گا۔ معنوں کے

اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی ۔ اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کیلئے پاک رہیگا۔ وہ عبدحق ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے ساتھ ہر مقام پر شامل رہے گی اس طرح انسان کے آنے کا منشا ادا ہو جائے گا۔ اور مقام عشق نصیب ہو جائے گا۔

مزید جو صاحب ہر وقت باوضو اور مؤدّب رہے گا اس صاحب کو ہر مقام پر معیت مصطفیٰ ﷺ عطا ہو جائے گی ۔ اس کے بعد جو صاحب ذکر الٰہی میں مشغول رہے گا۔ اور درود و سلام میں مصروف رہے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدق کا مقام عطا ہو جائے گا۔ جس صاحب کے اوپر یہ عطائے بے بہا ہو جاتی ہے۔ صورت کے اعتبار سے اس کے قول کی ادائیگی ہو جاتی ہے ۔ اور وہ معنوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے۔ جس صاحب کی خلق خدا سے احسن ادائیگی ہو جاتی ہے۔ اس کی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں فدا ہو جاتی ہے۔ اور لا ہو جاتی ہے۔ جس صاحب پر یہ دونوں مقام آجاتے ہیں۔ اس کا کلمہ طیبہ کامل ہو جاتا ہے۔

صاحبو! یاد رکھو!! اس قولی تسلیم کے بعد عمل کی باری آتی ہے۔ اس کی ابتدا ہاتھ کی امانت اور زبان کی طہارت ہے۔ زبان کا تمثیل سے بھی پاک رہنا ضروری ہے۔ یہ خوف کے مقام کا حاصل ہے۔

صاحبو! یہ کتنے کرم کا مقام ہے۔ کہ جس صاحب کا ہاتھ امین ہو جائے ۔ اسے

حبیب ﷺ کی ایک صفت عطا ہو جاتی ہے۔ یہ عطا خطا سے پاک ہے۔ کیونکہ خطا قبض سے تعلق رکھتی ہے اور عطا بسط کا پیغام ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے قبض کا مقام ہی نہیں رکھا۔ بسط کا مقام رکھا ہے اگر کسی صاحب کو قبض کا مقام آ جائے تو اسے بزرگان دین کی معیت میں رہنا چاہیے۔ اور جس پر قبض نہ ہو اس کو بزرگان دین کے ہاتھ سے ہاتھ رکھنا چاہیے۔ مراد اس سے بزرگان دین کے اسوہ کو حال بنا کر لمحات فانی کو باقیات میں بسر کرنا چاہیے۔ جو صاحبِ قبض، بزرگان دین کی معیت میں رہے گا اسے صبر کا مقام عطا ہو جائے گا اور صبر، بسط کی مفتاح ہے۔ اس طرح اسے دگنا انعام حاصل ہو جائے گا۔

صاحبو! یاد رکھو! جو صاحب بزرگان دین کے ساتھ لگ جاتا ہے اسے انعام عطا ہو جاتا ہے۔ اور جو نہیں لگتا، وہ ہمیشہ قبض کے گرداب میں غوطے کھاتا رہتا ہے۔ اس طرح وہ ضائع جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین بے شک صابرین اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہیں۔

صاحبو! غور کرو! جن صاحبوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر ان صاحبوں کی معیت عطا ہو جائے۔ تو اسے صبر بھی عطا ہو جاتا ہے۔ اور انعام بھی عطا ہو جاتا ہے صبر نعمت ہے اور انعام شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں

کو بزرگان دین کی معیت میں رہنے کا شرف عطافرمائے۔اور بزرگان دین کی تعظیم وتوقیر کی توفیق عطا فرمائے۔اپنی رحمت سے، آمین ثم آمین

۹۔بیان حقیقت

ساری کائنات میں عام، خاص اور خاص الخاص کے لئے اتنا شفیق اور کوئی نہیں ہے۔ جتنے بزرگان دین شفیق ہیں۔ کیونکہ بزرگان دین (اہل حق) جو بھی کرتے ہیں۔اور خلق خدا کو بتاتے ہیں۔ وہ خلق خدا کی بھلائی اور بہتری کے لئے کرتے ہیں۔اولاد کے لئے ماں باپ شفیق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے لئے لامحدود شفیق ہیں۔ یہ بات دھیان میں رہے۔ کہ سب سے پہلے حکم اللہ تعالیٰ کا، حال پر بزرگان دین کا اور اولاد کیلئے ماں باپ کا۔ اور یہ بات بھی یادرکھنی چاہیے کہ بزرگان دین کسی سے ذاتی مقاصد کی خاطر کچھ نہیں کہتے۔ جو بھی فرماتے ہیں۔ خلق خدا کی بھلائی کے لئے فرماتے ہیں بزرگان دین کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے عارف رومیؒ فرماتے ہیں

گفتہ او گفتہ اللہ بود --- گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

پیارو! دوست کی تلاش ہوتو اللہ کے دوست کو دوست بنانا چاہیے۔ راز دار کی ضرورت ہوتو بزرگان دین راز الٰہی کے مظہر اتم ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ محبوب ﷺ کے لئے پیدا کیا۔قرب کے جتنے

مقام ہیں۔ وہ سب محبوب ﷺ کو عطا کئے۔ غیر، مقام غیر کے لئے ہیں۔ غیر، غرور سے بنتا ہے۔ اس لئے سالک کو ہر مقام پر غیر اور غرور سے خبردار رہنا چاہیے۔ کیونکہ غرور ابلیس کا مقام ہے جس سے وہ غیر ہوا۔

پیارو! جس وقت اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کیا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر کیا کرو۔ صاحبو! یاد رکھو جو صاحب اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے معاملہ رکھے گا۔ اس صاحب پر جتنے مقام آئیں گے۔ دنیا و دین کے، وہ سب بخشش کے مقام آئیں گے۔ اور جو صاحب غرض و غایت کے ساتھ معاملہ رکھے گا۔ اس پر جتنے مقام آئیں گے۔ وہ سب غیر کے ہوں گے اور غرور کے ہوں گے۔

صاحبو! ہم سے پہلے دنیا میں جتنی صورتیں آ چکی ہیں۔ وہ سب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ حال پر جو موجود ہیں۔ یہ بھی اسی کی طرف سے ہیں۔ اور قیامت تک آنے والی صورتیں بھی اسی ربّ کریم کی طرف سے ہوں گی۔ تینوں مقام ادب کے ہیں۔ خلق خدا سے معاملہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر کرنے کے ہیں۔ یہ جتنی جلوہ گری ہو رہی ہے۔ اور جمال ہو رہا ہے حال پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جمال ہے بزرگان دین کے راستہ پر، اور دیدار ہو رہا ہے جو صاحب حال پر اس دیدار سے اعراض کرے گا۔ اسے کبھی بھی دلبر کے دربار میں رسائی نہیں ہوگی۔ اس مقام پر حضرت مولوی غلام رسول

صاحب سرتاج اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ

اج دیدار بناں مل ملدا تے رج کرلو نظارے
پھر مٹر دخل ملے یا نا ہیں دلبر دے دربارے

حال پر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سیدھے رہیں۔ اور بزرگان دین کے قدم بقدم رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو جاری رکھیں، اپنی خلوت کی صورت سے اور جلوت کی صورت سے،

جاری کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جائے۔
ساری کیا ہے؟ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجیں۔

جس صاحب کو تینوں مقام عطا ہو جائیں گے۔ اس کا عمل جاری رہے گا۔ اور علم ساری رہے گا۔ وہ صاحب سچا ثابت ہو جائے گا۔ اس صاحب کو قول، عمل اور علم کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرف عطا ہو جائے گا۔ اور وہ صاحب شریف بن جائے گا۔ اور شرافت کا اسے مقام عطا ہو جائے گا۔ اور اخلاص، حسن کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے لگ جائے گا

صاحبو! قول، اعمال اور علم یہ تینوں مقام ہیں، اور اخلاص انعام ہے وہ صاحب، دنیا اور آخرت میں صاحب انعام ہو جائے گا۔ اس کی دنیا دین بن جائے گی۔ اور دین مولا۔ اللہ تعالیٰ دوری سے دور رکھے۔ حضوری کا شرف عطا فرمائے۔ اپنے پیاروں کی معیت میں رکھے۔ دنیا اور آخرت میں آمین ثم

آمین۔

ضروری نوٹ: ہر ایک انسان کے چار ماں باپ ہیں

پہلے ماں باپ جن کے گھر پیدا ہوا۔ دوسرے ماں باپ جن کے گھر شادی ہوئی تیسرے ماں باپ جن سے علم اور فن حاصل کیا۔

چوتھے ماں باپ بزرگان دین ہیں ۔ دین کی صورت سے بھی اور دنیا کی صورت سے بھی ۔ یہ دنیا میں بھی ساتھ رکھتے ہیں اور دین میں بھی ساتھ رکھتے ہیں

نور والے نور والے نور والے

۱۰۔ مسئلہ تجویز و تقدیر پر بیان

انسان کی اپنی تجویز مشقت میں ڈالتی ہے ، اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر مشقت سے پاک کرتی ہے۔ صاحبو! تقدیر کی موافقت کرو۔ ورنہ عتاب الٰہی سے نہ بچ سکو گے۔ جو صاحب اپنی تجویز ذاتی سے گزر جاتا ہے مشقت اس کی سواری بن جاتی ہے۔ اور جو صاحب شنید اور تجویز میں الجھ جاتا ہے مشقت اس پر سوار ہو جاتی ہے۔ تقدیر کی موافقت اس صورت سے ہو سکتی ہے۔ کہ جو اللہ والے ، اللہ تعالیٰ سے پاک ہیں ان کیساتھ لگ جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ جس طرح اللہ والے مشقت سے پاک ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں بھی مشقت

سے پاک ہونے کا شرف عطا فرمائے گا۔

جو صاحب، اللہ تعالیٰ سے پاک ہو جاتا ہے۔ وہ مشقت سے پاک ہو جاتا ہے اور جو صاحب محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو ہو جاتا ہے۔ مشقت اسکی سواری بن جاتی ہے۔ جو صاحب عالم ناسوت میں الجھ جاتا ہے۔ مشقت اس پر سوار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں اور شکر کرنیوالوں کے ساتھ ہوں۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنا ساتھ ان لوگوں کا ساتھ فرمایا ہے۔ جن کا ساتھ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے اس طرح جن صاحبوں کا اللہ والوں کا ساتھ ہوگا حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہوگا۔

اللہ والے مشقت سے پاک ہیں اسلئے وہ انسان بھی مشقت سے پاک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جو اس کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ وہ مشقت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور حال پر صبر کا علم اسے عطا ہو جاتا ہے اور جو صاحب محبوب ﷺ سے باوضو ہو جاتا ہے اس کا شکریہ ہر مقام پر ادا ہونے لگ جاتا ہے اسی لئے صاحبان حال فرماتے ہیں۔ کہ صبر کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا۔

پیارو! سن لو!! حال پر سب عطا محبوب ﷺ کی بدولت ہو رہی ہے اولیائے امت یہ صدقے حال پر تقسیم کر رہے ہیں عطا عام کو ہو۔ خاص کو ہو یا

خاص الخاص کو ہو۔ یہ سب صدقہ ہے محبوب ﷺ کا۔ یہ سلسلہ انعام قیامت تک محبوب ﷺ کی بدولت جاری رہے گا اسی قلزم سے دریا، ندیاں اور نالے جاری ہیں جاری رہے ہیں ماضی میں اور قیامت تک جاری رہیں گے اور ساری رہیں گے۔

صاحبو! جان لو!! ذاکر، ذکر میں مشغول رہے تو جاری ہے۔ درود پاک میں مصروف رہے تو ساری ہے ہر مقام پر سار ہے تو یہ آسہ ہے۔ ہر وقت پاس رہے تو کاسہ ہے جسے یہ کاسہ عطا ہو جاتا ہے اسے بے پروائی ہو جاتی ہے وہ انسان اپنے لئے ہمیشہ بے پرواہ رہتا ہے۔ اور مخلوق خدا کے لئے ہر مقام پر اور ہر وقت باپرواہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہے۔ اسے آس عطا کر دیتا ہے اور اس آس کے معنیٰ 'پاس' کے نکلتے ہیں۔ اس کی سواری میں مسافت نہیں رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ ایسا مقام ہے۔ جس سے بزرگان دین کا قرب عطا ہو جاتا ہے۔

صاحبو! جان لو!! جو صاحب اللہ تعالیٰ کی رضا کو قبول کر لیتے ہیں۔ وہ راضی برضا ہو جاتے ہیں، اور مقام راز انہیں عطا ہو جاتا ہے یہ وہی برگزیدہ انسان ہوتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ انسان کوئی عمل کرے۔ اس میں دیکھنا ضروری ہے۔ کہ جو میں کام کر رہا ہوں اس سے دوری پیدا ہوتی ہے، یا حضوری۔ اگر دوری پیدا ہو تو نفس مترجم ہے، حضوری پیدا ہو تو

قرآن شاہد ہوگا۔ یہ بات بھی اس مقام پر دھیان میں رہے۔ کہ آوازیں خیر کی طرف سے بھی آ رہی ہوتی ہیں۔ اور غیر کی طرف سے بھی۔ سالک ہر آواز کو آواز حق سمجھتا ہے۔ اور اس پر کار بند رہتا ہے۔ اور رخ محبوب ﷺ کا رکھتا ہے۔ کیونکہ اعمال کو فضیلت نہیں ہے رخ کو فضیلت ہے اعمال کی بنیاد ہی رخ پر رکھی گئی ہے رخ بزرگان دین کا۔ بزرگان دین کا رخ ہو تو حضوری پیدا ہوگی اس کے برعکس ہو تو دوری پیدا ہوگی۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنا چاہیے۔ اور درود و سلام کو ادا کرنا چاہیے۔ اس عمل میں اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کے مقامات رکھے ہیں۔ یہ فلاح و برکت کی صورت ہے اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ دوری سے دور رکھے اور حضوری کا شرف عطا فرمائے۔ اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

۱۱۔ بیان اخلاص

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساری مخلوق کے لئے جو رشد و ہدایت کا حکم نازل ہوا۔ وہ قرآن پاک ہے اس حکم میں سب شامل ہیں مسلمان، مومن، کافر، منافق، ہندو، نصاریٰ، سب کا حق موجود ہے۔ پہلا حکم قول کی صورت رکھتا ہے دوسرا حکم اعمال کی صورت رکھتا ہے۔ اعمال میں پاک جماعت شامل ہے۔ تیسری جماعت منزہ جماعت، یہ بزرگان دین (اہل حق) کی جماعت

ہے۔ جس میں نبی، مرسل، غوث، قطب، تابعین، تبع تابعین، اولیاء، صالحین اور مومنین سب شامل ہیں۔

پیارو! یہ بھی یاد رکھو!! پاک جماعت اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی جماعت ہے۔ اور محبوب ﷺ کی جماعت، یہ منزہ جماعت ہے اور عبودیت کی جماعت ہے نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ کسی فرشتے سے کسی فرشتے کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ منزہ جماعت کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ جس سرزمین پر ایک فرد چلا جائے وہاں ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ فرد امام کو کہا جاتا ہے اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ محبوب ﷺ کی جماعت کا ایک ایک فرد امام ہے اور خلیفہ ہے۔

صاحبو! یاد رکھو!! قول، عمل اور علم یہ تینوں مقام ہیں۔ اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔ قول، عمل اور علم یہ تینوں محبوبؐ کے رخ ہیں۔ جس قول کا رخ پاکی کا رخ ہوگا وہ محبوبؐ کا رخ ہے۔ علم کا شرف عبودیت کی جماعت کو عطا فرمایا ہے۔ جس علم کا محبوبؐ کا قدم ہو۔ وہ محبوبؐ کا رخ ہے فرشتے کا مرتبہ قول اور عمل تک ہے۔ لیکن اہل حق کو قول کا بھی شرف عطا فرمایا اعمال کا بھی شرف عطا فرمایا علم کا بھی شرف عطا فرمایا اور اخلاص کا بھی شرف عطا فرمایا اسی لئے فضیلت ہے سب فرشتوں پر بزرگان دین کو یہ بات بھی دھیان میں رہنی ضروری ہے۔ کہ علم قدم کی صفت ہے۔ قدم تمام علوم کا معدن

ہے۔ بزرگان دین کا قدم شریعت ہے طریقت نقش قدم، حقیقت قدیم ہے معرفت قدم کی انتہا اور شریعت قدم کی ابتدا ہے۔

پیارو! جان لو!! شریعت کیا ہے؟ باوضو، نماز کیا ہے؟ سجدہ۔ جس سجدے کا وضو شاہد ہو وہ سجدہ نماز کا سجدہ ہے۔ کیونکہ سجدے کا حکم جاری رہتا ہے۔ اور ہر وقت جاری رہتا ہے۔ فرض کی ادائیگی اس وقت ہوتی ہے۔ کہ محبوب ﷺ کی شرع کو ادا کرے۔ اگر محبوب ﷺ کی شرع کی شہادت کے بغیر ساری عمر بھی سجدے میں رہے تو یہ سجدہ غرض وغایت کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ نہیں ہوگا۔

صاحبو! قول بھی حقیقتاً محبوبؐ کے لئے ہے اعمال بھی محبوبؐ کے لئے ہے علم بھی محبوبؐ کے لئے ہے اور اخلاص بھی محبوبؐ کے لئے ہے کیونکہ اس کائنات میں جتنی بھی اشیاء کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ سب محبوب ﷺ کے لئے کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ایک بھی شے نہیں بنائی جو لوگ، محبوب ﷺ کو اربعہ عناصر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں چونکہ انکی بصارت، کثافت آمیز ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ کہ محبوب ﷺ کو غیب نہیں ہے اہل حق نے عملاً ثابت کر کے دکھا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی چیزیں بنائی ہیں ان میں غیب رکھا ہوا ہے مثال کے طور پر ایک انار ہے عام لوگ اس کی شکل وصورت دیکھتے ہیں رنگ دیکھتے ہیں ذائقہ دیکھتے ہیں ۔کہ میٹھا

یا پھیکا ہے۔ فوائد کا علم نہیں رکھتے۔ فوائد کا علم صرف اسی کو ہے جس کے لئے انار بنایا گیا ہے۔ اسی لئے اولیا، جو حکماء ہیں۔ ان کا قول ہے سو بیمار ایک انار یعنی سو بیماری کیلئے ایک انار کافی ہے۔ یہ ان طبیبوں کا حکم ہے جو جسمانی طبیب ہیں اس لئے غیب، اللہ تعالیٰ نے جتنی اشیاء بنائی ہیں ان میں رکھا ہے اور فوائد رکھے ہیں۔ مخلوق اللہ کے لئے۔ کائنات کی تمام اشیاء محبوب ﷺ کی طالب ہیں اور محبوب ﷺ تمام اشیاء کا مطلوب ہے۔ اس لئے ان تمام اشیاء کا محبوب ﷺ مالک ہے اور محبوب ﷺ کا مالک اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ وحدت ہے اور محبوب ﷺ سِرِّ وحدت ہے۔

پیارو! جو صاحب قول، عمل، علم اور اخلاص کو محبوب ﷺ کے رخ کے تابع کر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جاتا ہے اور اسے معیّت خداوندی عطا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو اخلاص کے انعام سے نوازے آمین ثم آمین۔

۱۲۔ بیان قاصد

صاحبو! جان لو!! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو نعمتیں اور برکتیں عطا کیں۔ وہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا کیں۔ ان سے تابعین کو اور ان سے تبع تابعین کو

عطا کیں ۔ وہی نعمتیں اور برکتیں ان سے اب حال پر بزرگان دین کو عطا ہوئیں ۔ اور وہ عطا کر رہے ہیں ۔ نعمتیں اور برکتیں کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، انسانوں کو ۔ نہ تمہارے مال کام آئیں گے، نہ تمہاری اولاد کام آئے گی سلامتی کام آئے گی ۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝

(پارہ 19 سورۃ الشعراء 89-88)

ترجمہ : (جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامتی والا دل لے کر)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا محبوب ﷺ، اللہ تعالیٰ سے سلامت ہیں ۔ ان کے بعد آپ ﷺ کے صحابیؓ سلامت ہیں ۔ ان کے بعد تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین سلامت ہیں اور اب حال پر بزرگان دین سلامت ہیں ۔ جان لینا چاہیے ۔ کہ سلامت ہونا ایک مقام کا نام ہے ۔ اور سلامتی بھی ایک مقام کا نام ہے ۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ سے وابستہ ہو جاتے ہیں ۔ فرمایا، جو صاحب اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلامت رہے اسکو خلوت کی سلامتی عطا ہو جاتی ہے جو صاحب، اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کے ساتھ سلامت رہے گا اسے جلوت کی سلامتی عطا ہو جاتی ہے ۔

وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ ا

لَوُثْقٰیo

ترجمہ: اور جو اپنا منہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دیوے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلامت رہے۔ اور ہو محسن، (یعنی مخلوق اللہ سے سلامت رہے) تو بیشک اس نے مضبوط گرہ تھام لی (یعنی مضبوط گرہ حضور پرنور ﷺ کے ساتھ باوضو ہو جائے) پ ۲۱۔ سورۃ لقمان

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے صحابی حضور ﷺ سے سلامت ہیں صحابیوں سے تابعین سلامت ہیں۔ اور تابعین سے تبع تابعین سلامت ہیں۔ اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور اب وہی سلامتی اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں اور محبوں کو عطا کر رہا ہے۔

صاحبو! جان لو!! مقام دو ہی ہیں۔ سلامتی محبوب ﷺ کے پاس ہے اور تباہی غیر کے پاس ہے۔ جو صاحب، محبوب ﷺ کی صفت کو مان لیتا ہے اسے سلامتی عطا ہو جاتی ہے۔ جو غیر کی صفت کو اپنا لیتا ہے۔ اسے تباہی عطا ہو جاتی ہے۔ محبوب ﷺ کو دونوں سلامتیاں عطا ہوئی ہیں۔ خلوت کی سلامتی بھی اور جلوت کی سلامتی بھی۔ اور غیر سے بھی دونوں تباہیاں ملتی ہیں۔ آخرت میں تباہی مل جائے گی۔ اور دنیا میں تباہی مل رہی ہے۔ مثلاً دنیا کا مال اور جاہ اتنا اسے مل جائے۔ جتنا کہ یہ استعمال بھی نہ کر سکے۔ نہ اس کے استعمال میں آسکے۔ پھر بھی اسے سلامتی نہ ہوگی اور نہ ہی سلامت رہے گا۔

صاحبو! سلامتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور سلامتی کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کے پاس ہے۔ اور حاضر وقت جو بزرگان دین ہیں حال پر، ان کے ساتھ ہے جو صاحب ان کا ساتھ کرلیتا ہے۔ سلامتی اس کے ساتھ ہو جاتی ہے سلامتی کیا ہے؟ محبوب ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے اولیٰ صفتیں عطا کی ہیں۔ ان کو اپنا لینے کا نام سلامتی ہے محبوب ﷺ کی صفات کو اپنا لینے کا نام سلامتی ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (پ ۲۸۔ الحشر)

ترجمہ: جو صاحب نہ اپنائے گا، سلامتی اسے نہ ہو سکے گی۔ اسے دوری مل جائے گی۔ کیونکہ حضوری محبوبؐ کے پاس ہے۔ دوری غیر کے پاس ہے۔ حاضر وقت بزرگان دین، صاحب حضور ہیں جو صاحب صاحب حضور کے پاس جاتا ہے وہ پاس ہو جاتا ہے۔ اور صاحب حضور ہو جاتا ہے۔

صاحبو! جان لو!! پہچان لو!!! اور مان لو!!!! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو خلوت کی بھی سلامتی عطا کی ہے اور جلوت کی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو ذاتی بھی انعام عطا کیا ہے اور صفاتی بھی۔

جو صاحب اپنے ساتھ سلامت رہتا ہے اسکو خلوت کی سلامتی عطا ہو جاتی ہے اور صاحب اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سلامت رہتا ہے اسے جلوت کی سلامتی عطا ہو جاتی ہے جس صاحب کو یہ دونوں سلامتیاں عطا ہو جائیں۔ وہ دینا میں بھی سلامت رہتا ہے۔ اور آخرت میں بھی سلامت اٹھایا جائے گا۔

مبارک ہوان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے سلامتی کا انعام عطا کیا۔ یاد رکھو! تین ہی مقام ہیں۔ جزو، جزواعظم اور کل۔ حضور پر نور ﷺ سے پہلے جتنے نبی اور مرسل آئے۔ جزو اور جزواعظم کی صورت سے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کل عطا کیا۔ اور محبوب ﷺ کل ہوا۔ اس لئے پھر اور نبی آنے کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ مقام تینوں مکمل ہو چکے ہیں۔ اب حال پر کوئی صاحب نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے۔ حضرت محمد ﷺ اور نہیں ہو سکتا۔ حمد ہو سکتی ہے۔

وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنَ الرِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

ترجمہ: (حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں پر مہر) سورۃ احزاب

جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

جو صاحب امر کے تابع ہو جاتا ہے۔ وہ اولی الامر جاتا ہے اور اولیاء ہو جاتا ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلامت رہنے کی صورت کیا ہے۔ (ثبوت) اللہ تعالیٰ کی مخلوق (کے ساتھ) سلامت رہو۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سلامت رہتا ہے اسے خلوت کی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ جو

صاحب اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو ہو جاتا ہے۔ اسے جلوت کی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ اور وہ صاحب، طیب ہو جاتا ہے۔ خلوت کی پاکی میں خطرہ موجود رہتا ہے اور جسے جلوت کی پاکی عطا ہو جاتی ہے۔ وہ خطرے سے گزر جاتا ہے۔ اس لئے وہ طیب ہو جاتا ہے مثال: جس طرح بکرا حلال ہے، تکبیر ہو جائے، تو طیب ہو جاتا ہے۔ جھٹکا ہو جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ انسان پر دنیا کی تکبیر ہو جائے، تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ دین کی تکبیر ہو جائے تو طیب ہو جاتا ہے۔ تکبیر کا حکم اللہ تعالیٰ سے ہے اور تکبیر محبوب سے ہے۔ جو بزرگان دین کے ساتھ مل جاتا ہے۔ وہ طیب ہو جاتا ہے جو دنیا کے ساتھ مل جاتا ہے وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ (غرض وغایت)

صاحبو! ہم اپنی فلاح اور بہتری چاہتے ہیں تو محبوبؐ کی صفت کو اپنا لینا چاہیے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَا التَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْ الرَّحِیْمُ O

ترجمہ : اے محبوبؐ فرما دو ! اے لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ میرے فرمانبردار ہو جاؤ میری صفات کو اپنا لو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھ لے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (العمران ۳۱)

پہلی صفت محبوب ﷺ کی ، محبوب کا ہاتھ امین ہے ہمارا ہاتھ بھی امین ہونا چاہیے۔ دوسرا انعام، محبوب کی زبان پاک اور محبوب کی تقسیم طیب ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ تا اِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ (التوبہ ۵۸)

ترجمہ: اوران میں کوئی وہ ہے، کہ آپ کے صدقہ بانٹنے میں آپؐ پر طعن کرتا ہے ۔تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہوجائے اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں اور کیسا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو دیا اور کہتے نہیں اللہ کافی ہے اب اللہ دیتا ہے اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی رغبت ہے۔

اس لئے جو محبوب ﷺ کی صفت کو اپنا لے گا۔ وہ پہلے پاک ہوجائے گا۔ اور جس وقت اس پر رہے گا تو طیب ہوجائے گا رہنا دونوں مقاموں پر دلالت کرتا ہے انسان اپنے ساتھ پاک رہے تو پاک ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ٹھیک رہے تو طیب ہوجاتا ہے تمام انعامات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کئے ہیں۔

یادرکھو! جناب نبی کریم ﷺ کے اولیاء امت کو صدقے بٹ چکے ہیں حال پر بٹ رہے ہیں۔ اور قیامت تک بٹتے رہیں گے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوبؐ اللہ تعالیٰ سے مقصود ہے ہر وقت مقصود ہے اور ہر جگہ مقصود ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نماز کے تین مقام رکھے ہیں اور تین ہی مقام وضو کے رکھے ہیں۔ پہلا وضواور نماز شریعت کی۔ دوسرا وضواور نماز طریقت کی تیسرا وضواور نماز۔ حقیقت کا ہے۔ پانچ وقتی جزو ہے وضواور نماز۔ سات وقتی جزو اعظم وضواور نماز۔ اور ہر وقت یہ کل ہے وضواور نماز پانچ وقتی عام کے لئے سات وقتی خاص کے لئے۔ اور ہر وقتی خاص الخاص کے لئے ہے۔ عام سے خاص بنتا ہے اور خاص سے خاص الخاص بنتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے۔ پانچ وقتی جو وضو ہے یہ محبوب ﷺ کی صفت ہے۔ نماز اللہ کا حکم ہے اور محبوب کا جزو ہے سات وقتی وضو یہ جزو اعظم ہے محبوب کی صفت ہے اور محبین کا شیوہ ہے۔ ہر وقتی وضو یہ کل ہے اور محبوب ﷺ کی صفت وضو کی کل ہے اور ہر وقتی نماز، یہ کل کی نماز ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کر لیتا ہے۔ اور محبوب کی جو وضو کی صفت ہے اس کو اپنا لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے کل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جاتا ہے۔ اور اللہ اس کا ہو جاتا ہے

الحدیث: قال عن ابو هريرة رضی اللہ عنه قال، رسول الله ﷺ ان الله تعالى قال من عادى الى وليا تا ربى يمشى

رواۃ البخاری جلد۲، صفحہ ۸۶۵، مطبوعہ مجتبائی، مشکوٰۃ شریف جلد۱، صفحہ ۱۷۸

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے ولی سے عداوت

کی ۔ تو بے شک میں نے اس سے اعلان جنگ کر دیا ۔ اور حاصل کی نزدیکی میرے لئے بندے نے کسی ایسی چیز کے ساتھ جو زیادہ محبوب ہو ۔ میری طرف اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ ہمیشہ میری طرف نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں ۔ جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں ۔ تو میں اسکی سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اسکی بینائی ہو جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے ۔ اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں ۔ جس سے وہ چلتا ہے اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ ادراک کرتا ہے ۔ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے پھر فرمایا ۔ وہ بندہ مجھی سے سنتا ہے مجھ ہی دیکھتا ہے ۔ مجھ ہی سے پکڑتا ہے ۔ اور مجھ ہی سے چلتا ہے (گویا مجسم میں ہی ہو جاتا ہوں) اس کو بخاری شریف نے روایت کیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو قرب کو نعمت عطا فرمائے ۔ دوری سے محفوظ رکھے بزرگان دین کی دعا و برکت سے ۔ آمین ثم آمین

تیری نماز ہے یہی شرح نیاز ہے یہی
اجڑے دلوں میں گھر بسا ٹوٹے دلوں سے پیار کر

۱۳۔ بیان سبیل الرشد، مقامات جہاد

حضرات مومن کے لئے جہاد کے دو مقامات ہیں ایک جہاد خفی، دوسرا جلی جہاد خفی دائمی ہوتا ہے اور جہاد جلی وقتی ہوتا ہے۔

جہاد خفی ہے خواہشات نفس کی عدم اتباع صراط مستقیم پر رہنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ معیار حق ہماری خواہشات نہ ہوں یہ جہاد دائمی ہے جاری اور تاحیات دنیا جاری رہتا ہے۔ مومن کے سامنے معیار شاہد حق ہوتا ہے۔ اس کا قول شاہد کا قول ہوتا ہے۔ اس کا حال شاہد کا حال ہوتا ہے اس کا علم شاہد کا علم ہوتا ہے۔ اور اس کا اخلاص شاہد کا اخلاص ہوتا ہے۔ یہ اتنی بڑی عظمت ہے۔ جس کا شیطان معترف ہے۔

فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ

(تو مجھے قسم ہے تیری عزت کی سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے) جن حضرات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخلاص کا شرف عطا ہوتا ہے وہ منکرین کے خلاف جہاد میں بھی ذاتی اغراض اور خواہشات کو اثر انداز نہیں ہونے دیتے۔ ان کا مقصد تو ہوتا ہے رضائے حق۔ جن حضرات کی یہ صورت ہے، وہ معیت حق میں ہیں۔ حال پر بھی فلاح وہی پاتے ہیں۔ مستقبل میں بھی وہی پائیں گے۔

مومنین کی افواج کی تربیت کا مقصود ان کی ذاتی زندگی کی تطہیر ہوتا

ہے ان پیاروں کا ہر لمحہ حق کے مطابق ،خواہشات نفس سے بالا ،رضائے خدا کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع میں مصلحین کے نقش قدم پر گزرتا ہے ان پیاروں کو دو انعام ملتے ہیں۔ان کا کھانا حق کے مطابق ہوتا ہے اور طبیب کے حکم سے ہوتا ہے۔اس قدرتی پرھیز کی بدولت یہ جسمانی امراض سے پاک ہوجاتے ہیں۔ان کا پورا وقت صاحبان حق کی اطاعت میں گزرتا ہے۔اس قدرتی پرھیز گاری کی بدولت یہ روحانی امراض سے پاک ہوجاتے ہیں۔جسمانی امراض کا حل پرھیز میں ہے اور روحانی امراض کا حل پرھیز گاری میں ہے۔

وہ پاک لوگ جن کے ہاتھ میں کمان ہوتی ہے صاحب امر ہوتے ہیں۔اور خواہشات سے پاک ہوتے ہیں۔ان کی کوئی بات ذاتی منفعت کے لئے نہیں ہوتی۔ان کی ہر بات عین حق ہوتی ہے حق ارشاد خداوندی ہے اس لئے ان کی بات اللہ کی بات ہوتی ہے۔اسی لئے ان کی اطاعت حق ہے۔

یاد رکھیے! جس صاحب امر سے آپ کو محبت نہیں ہوگی۔اسکے احکام کی تعمیل کا آپ حق ادا نہیں کر سکیں گے۔اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔اپنے فضل وکرم سے۔صاحب امر کے احکام کی محبت سے تعمیل نہ کی جائے۔تو بُنیَانٌ مَّرْصُوص (۶۱/۴) ہونے کا مقام ہی نہیں رہتا۔مومن تو حق کے لئے دیوار کی حیثیت رکھتے ہیں۔جب صاحب امر کی اطاعت سے انحراف ہو تو دیوار

میں شگاف آ جاتا ہے صاحب امر کی اطاعت سے انحراف میں ہمیشہ کوئی ذاتی غرض یا خواہش مخفی ہوتی ہے جو کئی رنگ دھار سکتی ہے۔

جب صاحب امر سے محبت ہو تو پھر اس کے احکامات عین حق معلوم ہوں گے چونکہ محبت میں مقام ہی ماننے کا ہے منوانے کا ہے ہی نہیں۔ صاحب امر مرکز ہوتا ہے حال پر، اس سے حقیقی تعلق ہو تو مرکزیت قائم رہتی ہے۔ ورنہ مرکزیت بھی ٹوٹ جاتی ہے اور منحرف کی وحدانیت بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو پانے کی صورت یہ ہے کہ فوراً تائب ہو کر اطاعت حق کو قبول کیا جائے۔ اور اپنی خواہشات کو کبھی معیار حق نہ بنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اس کا ہر حکم مخلوق کی فلاح کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اجر کا سوال نہیں ہوتا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی کسی اجر کا سوال نہیں کرتے اور آپ کے تابعین کی بھی یہی شان ہے جہاد میں بہتری مجاہد کی ہی ہوتی ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ٥ ۶/۲۹

(اور جو جہاد کرے وہ اپنے ہی بھلے کو کرتا ہے۔ بے شک اللہ عالمین سے بے نیاز ہے) حیات دنیا ہر صورت پوری ہو جاتی ہے جن لوگوں کو رضائے خدا پر فدا ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ انہیں حیات ابدی عطا ہو جاتی ہے اور جو

لوگ رضائے خداوندی کو مقصود نہیں رکھتے۔ ان کا مقصود زینت حیات دنیا ہوتا ہے۔ یہ حب ان کے راہ کو مسدود کر دیتی ہے۔ اور یہ اپنے دعویٰ ایمان کی عملاً تکذیب کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاءُ كُمْ تا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ٥ ۹/۲۴

(فرمادیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری رضا کے مساکن یہ چیزیں اگر اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہوں تو راستہ دیکھو، حتیٰ کہ اللہ اپنا امر لائے۔ اور اللہ قوم فاسقین کو ہدایت نہیں فرماتا)۔

زینت حیات دنیا کی صورت روشن ہوئی۔ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نتائج ان کی تجاویز کی بدولت ہیں۔ وہ ہمیشہ خوف اور حزن وملال میں گھرے رہتے ہیں مشقت ان کا حال ہوتا ہے۔ اور خسارہ ان کا انجام ہوتا ہے۔ جو لوگ حق کی ادائیگی حکم کے مطابق کرتے ہیں حال پر۔ اور نتائج کو منجانب اللہ جانتے ہیں۔ انہیں استقامت عطا ہو جاتی ہے اور خوف اور حزن وملال سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ مومنین یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ان کا رب، ربُّ العالمین ہے اور قادر مطلق ہے اور ان کے ذمے دائمی حق پر ہر وقت پورے رہنا اور وقتی

حق کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ نفع وضرر کا مالک بہر حال اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۱۱/۴۸

جب نتائج قادر مطلق کے ہاتھ میں ہیں۔ تو معیت حق کا شرف رکھنے والوں اور اپنے جان ومال کو اللہ کی راہ میں پیش کرنے والوں سے زیادہ انعام یافتہ کون ہوسکتا ہے جو لوگ حکم خداوندی کے مطابق اپنے جان ومال سے جہاد نہیں کرتے۔ اور حق سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہوتا ہے۔

شَغَلَتۡنَآ اَمۡوَالُنَا وَاَهۡلُنَا ۱۱/۴۸

(ہمیں ہمارے اموال اور اہل نے مشغول رکھا) اگر اللہ تعالیٰ ان کے ضرر کا ارادہ فرمائے، تو کیا یہ اس سے بچنے پر قادر ہیں؟ قطعاً نہیں۔ اور اگر وہ ان کے نفع کا ارادہ فرمائے تو کیا انہی کے وسیلے سے وہ نفع عطا فرما سکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔ معلوم ہوا حق کے مقابل اپنی جان کو عزیز رکھنا، اور اپنے اموال اور اہل کے نفع پر اپنے آپ کو قادر سمجھنا مومن کی شان کے خلاف ہے۔

جن لوگ کے پیچھے رہ جانے میں حرج نہیں، ان میں اندھے، لنگڑے اور مریض شامل ہیں مومنین میں سے اندھے اور لنگڑے اپنی خدمات حق کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ اور جس حال پر جو کام انہیں صاحب امر کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ کمال صداقت ومحبت سے کرتے ہیں ان کی ناتوانی Disability ان کے راستے میں حائل نہیں ہوتی۔ البتہ مریض کو طبیب

کے حکم میں رہنا ضروری ہے۔ مومن مریض کا دل ہر وقت مومنین کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس طرح وہ بھی معنوں کے اعتبار سے جہاد میں شامل ہوتا ہے اس کی نیت یقیناً شمولیت کی ہوتی ہے ۔ اور نیت کا درست ہونا معیت حق کی سند ہے۔ جو لوگ اپنی خواہشات اور اغراض کے پیش نظر جہاد فی سبیل اللہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کا مقام ہے۔ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۹/۴۲ (اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ سب ایمان والوں کو اس ہلاکت سے بچائے۔ جو حق پر نہیں رہتا، اس نے صرف حق کا لفظ سن رکھا ہے۔ اسکی حقیقت سے نا آشنا ہے اور اپنے ہی ظن کے تابع ہے۔ جو کسی بھی صورت میں اسے حق سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے امر کے مطابق اپنے آپ کو پیش کرتا ہے وہ آج بھی نبی اکرم ﷺ کی معیت میں ہے۔ اور جس نے چودہ سو برس پہلے دعویٰ ایمان کے باوجود جہاد فی سبیل اللہ سے پیچھے رہنے کی کوشش کی ہے وہ اس وقت بھی حضور کی معیت میں نہیں تھا۔ اس معیت میں زمان و مکان حائل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سب ایمان والوں کو حضور اکرم ﷺ کی معیت کا شرف عطا فرمائے۔

کافرین کو ہمیشہ اپنی تعداد اور اپنے اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے مومنین کو مسبب الاسباب کی معیت کا شرف ہوتا ہے۔ جس کے حکم کے تابع ہوتے ہیں ۔ تمام اسباب ، اسباب فانی ہیں مسبب الاسباب باقی ہے اس لئے

کافرین فنا ہو جاتے ہیں۔ مومنین بقا کو پالیتے ہیں۔ اور پاک دائمی مقام دوام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ شہادت:۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْ لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ م بَلْ اَحْيَآ ءٌ وَّلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ٥ ۱۵۴/۲

(اور جو لوگ فی سبیل اللہ قربان ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ حیات ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں)۔

شہید پر دو شہادتیں ہوتی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان ہوتا ہے اس لئے ایک شہادت اس کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے دوسری شہادت نبی اکرم ﷺ کی ہوتی ہے۔ جن کی معیت میں کسی مومن کو شہید ہونے کا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ اللہ کی رضا کے لئے اس کے محبوب ﷺ کو جو اپنا شاہد بنائے وہ مقبول ہو جاتا ہے۔

الحمد اللہ پاکستانی افواج مومنین میں صداقت کے یہ مقامات موجود ہیں۔ سب صاحبان اپنے حقوق کو صداقت اور محبت سے ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب ایمان والوں کی صداقت اور محبت کو قبول اور مقبول فرمائے۔ استقامت سے صراط مستقیم پر رہنے کا شرف بخشے اور حق کی احسن ادائیگی کے ساتھ اس دعا پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَانا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا

اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥ ٢/٢٨٦

ترجمہ: اے ہمارے رب ہماری بھول یا خطا پر مواخذہ نہ فرما۔ اے ہمارے رب ہم پر بوجھ نہ رکھ جیسے تو نے ہم سے قبل والوں پر رکھا تھا۔ اے ہمارے رب اور ہم پر وہ بوجھ نہ رکھ جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مولیٰ ہے تو قوم کافرین پر ہماری نصرت فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کے لئے یہ بشارت ایمان افروز موجود ہے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ ٣٠/٤٧

ترجمہ: اور ہم نے مومنین کی نصرت کا اپنے اوپر حق فرما لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی سامان اور تعداد کی شرط نہیں ہے، نصرت حق کے لئے، مومنین ہتھیار نہ بھی رکھتے ہوں۔ تو بھی ان کی نصرت ہوتی ہے۔ اور یہ عظمت ہے مومنین کی اس نصرت کی، کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ٥

٤٨/٢٢

ترجمہ: اور کافر تم سے لڑیں تو ضرور پیٹھ جائیں گے پھر نہ کوئی حمایتی پائیں گے

نہ نصرت دینے والا۔

۱۴۱۔ بیان اوصاف، نور ہدایت

صاحبو! بزرگان دین طعام کے آداب سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں شریعت کے آداب کے مطابق کھاؤ، اپنی مرضی سے کھانا معصیت سے خالی نہیں ۔ یہ عام لوگوں کے لئے قرینہ ادب ہے۔ طریقت کے آداب کے مطابق کھاؤ، صاحب طریقت کے لئے اپنی مرضی سے کھانا دوری کا باعث ہوتا ہے۔ یہ خاص لوگوں کیلئے ذریعہ ادب ہے۔اور حقیقت کے آداب کے مطابق کھاؤ صاحب حقیقت کو اپنی خواہش سے کھانا صاحبان حقیقت سے دوری کا موجب ہے۔ یہ خاص الخاص لوگوں کے لئے زینہ ادب ہے۔

بعد اور بسط میں کیا فرق ہے۔ مومن کوئی عمل کرے۔ اسے اپنے کام میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام سے دوری پیدا ہوتی ہے یا حضوری اگر مومن میں مقام تسلیم کو تسلیم کرنے کے بعد بھی پہلی ہی عادات موجود رہیں، تو یہ بعد کی نشانی ہے۔اور اگر بری عادات کی جگہ اچھی عادات آ رہی ہوں تو یہ بسط کی نشانی ہے۔ کیونکہ اعمال ترک عادات کا ہی نام ہے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں ۔ کہ بزرگان دین کتاب وشنید سے نہیں ہیں ۔ بلکہ کتاب وشنید بزرگان دین سے ہے عام لوگ شنید سے تعلق رکھتے

ہیں۔خاص لوگ کتاب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔اور خاص الخاص لوگ، ام الکتاب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔اور ام الکتاب ،اللہ تعالیٰ اُمّی کو عطا فرماتا ہے۔ام الکتاب کا علم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔اب حال پر محبوب ﷺ کی بدولت عطا ہو رہا ہے۔اور قیامت تک یہ مقام جاری اور ساری رہے گا۔ام لکتاب کا علم اللہ تعالیٰ اس لئے اُمّی کو عطا فرماتا ہے کہ مخلوق خدا یہ نہ کہہ سکے کہ محبوب باری علم کسب سے بولتا ہے بلکہ محبوب باری حُکم باری کے تحت نطق فرماتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی

یاد رکھیے ! محبوب کی جب زبان کھلتی ہے تو زبان حق سے شریعت کے اسرار، طریقت کے رموز اور حقیقت کے انوار کی بارش ہوتی ہے۔یہ حقیقت، حق سے تعلق رکھتی ہے۔جس کی حقیقت، حق سے تعلق رکھتی ہو، وہ حق کی معیت میں ہے اس لئے ہر کام میں خواہ دنیا کا ہو یا دین کا ہو، حق کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔کیونکہ جو انسان حق پر نہ رہ سکے گا وہ حق کو نہ پا سکے گا۔حق پر رہنا مخلوق سے ہوگا۔حق کی ادائیگی بھی مخلوق سے ہوگی۔حق پر رہنے کا ثبوت بھی مخلوق خدا سے پہنچے گا۔یہ راہ راہِ طریقت ہے یہ رہنا حقیقت سے ہے اور بولنا شریعت سے ہے۔

صاحبو! جان لو !! کرامات کے تمام مقامات دیگر مذاہب میں بھی

موجود ہیں۔ صرف نام بدلے ہوئے ہیں وضواور نماز، دین اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں ہے۔ کیونکہ دین کی بنیاد محبوب ﷺ سے ہے اور وضو محبوب ﷺ کا عمل ہے اور نماز بندگی خداوندی ہے اس لئے حدیث پاک میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ۔

بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکَ الصَّلٰوۃ

کفراور ایمان کے درمیان ترک صلوٰۃ کا ہی فرق ہے۔ مومن پر وضو سنت ہے اور سجدہ فرض ہے۔ مزید ایک بات دھیان میں ہر مقام پر رہے کہ محبوب کو ہمیشہ حقیقت کی نظر سے دیکھو۔ اپنے علم اور کتاب وشنید کی آنکھ سے نہ دیکھو اگر اپنے کسی علم سے دیکھو گے، تو معصیت ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبؐ باری کو چاہتا ہے اگر ہم محبوب کو چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں چاہے گا۔ ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت، قرب الٰہی کے حاصل کرنے کی نہیں ہے باقی سب صورتیں دوری کی صورتیں ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ محبوب ﷺ کی اتباع میں قرب حق کی ضمانت ہے مزید برآں یہ کہ ایمان کی تکمیل اس وقت تک ہوتی ہی نہیں جب تک محبوب ﷺ کو تمام کائنات سے زیادہ محبوب نہ سمجھا جائے۔ محبوب ﷺ کو نہ چاہنا دوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا یہ ضروری ہے۔ محبوب ﷺ کو چاہنے میں مقام حضوری ہے۔ اور محبوب ﷺ کی صفات کو اپنانا یہ منظوری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو اپنا ہاتھ عطا کیا۔ اور امین ہاتھ

عطا کیا۔ اور محبوب کی زبان کو طیبؔ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ اس لئے مومن کو ضروری ہوا کہ اس کا ہاتھ امین ہو، اور زبان پاک ہو۔ یہ بزرگان دین نے ہر مسلمان کو آئینہ معرفت عطا کیا ہے۔ اس میں دیکھ لے کہ میں مقام بعد میں ہوں یا مقام قرب میں ہوں۔

بزرگان دین فرماتے ہیں، کہ ساری کائنات ماضی کی یاد میں رہتی ہے یا مستقبل کی تلاش میں رہتی ہے۔ بزرگان دین ایسی یاد اور ایسی تلاش کو فضول تمنا فرماتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ غرض وغایت کے حجاب میں مبتلا ہوتے ہیں اور قول کو ہی حق جانتے ہیں یہ صورت بعد کی صورت ہے قرب کی صورت بزرگان دین کے قدم بقدم چلنے سے عطا ہوتی ہے اس طرح بندے کے اُمّتی ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے کی علامت ملتی ہے جس کا تعلق حال پر صاحبان حق سے نہیں ہوگا۔ اس کے سچے ہونے کا ثبوت، مخلوق خدا سے نہیں پہنچے گا۔

صاحبو! اب حال پر نعمتوں کی لوٹ ہو رہی ہے ایسے وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اپنا سارا وقت اس پر لگا دینا چاہیے جو حال پر اسم کی وجہ سے عطا ہو چکا ہے۔ جسم کی وجہ سے عطا ہو رہا ہے قلب کو رنگ شہودی کے انعام کی صورت سے عطا ہو رہا ہے اور روح کے برگ برگ میں نور رچایا جا رہا ہے۔ یہ لوٹ، صاحبان انعام کی لوٹ ہے پہلے صاحبان انعام اس لوٹ سے مشرف

ہوئے ۔اب حال پر ہو رہے ہیں ۔اور قیامت تک اس لوٹ کا ڈنکا عرش وفرش پر بجتا رہے گا۔یہ صدقہ ہے، جناب نبی کریم ﷺ کا۔اولیائے امت کی تقسیم بھی محبوب گا صدقہ ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے قدم کو شرف عطا فرمایا ہے۔کہ جس طرف محبوب گا رخ ہو وہ زمین پاک ہو جائے۔ اس لئے جو صاحب، حضور ﷺ کے قدم بقدم ہو جائے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی رحمتیں اور برکتیں برسنے لگ جائیں گی۔ جہاں جائے وہاں رحمت و برکت، جہاں جائے وہاں فضل وعنایت، کیونکہ اللہ کے فضل کی کوئی حد ہی نہیں۔اللہ بڑے فضل والا ہے۔وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم ٥ اللہ تعالیٰ سب صاحبان کو مقام بعد سے دور رکھے۔مقام حضوری عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کی معیت میں رہنے کا شرف عطا فرمائے ۔اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

۱۵۔ بیان اذان

ساری کائنات میں جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے ۔تو وہ اکیلا اکیلا پیدا ہوتا ہے مسلمان کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ با جماعت پیدا ہوتا ہے۔ثبوت اس کا یہ ہے کہ مسلمان کے بچے کے پیدا ہوتے ہی ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں تکبیر سنائی جاتی ہے اذان وتکبیر یہ اقامت جماعت

کی شہادت ہے۔

اللہ تعالیٰ جب بچے کو ہوش کی نعمت سے نوازے تو اسے شریعت کی جماعت کی تلاش کرنی چاہیے۔اس جماعت میں امام اور متقی موجود ہوتے ہیں،شریعت کی صورت سے ہاں یہ بات ضرور دھیان میں رہے کہ تلاش کرنے والا شریعت کی ایسی جماعت کی تلاش کرے،جس میں تین اوصاف پائے جائیں۔

اوصاف یہ ہیں۔

پہلا وصف! شریعت کی صورت سے وہ پانچ وقت باوضو رہتے ہوں اور پنجگانہ نماز کی مداومت کرتے ہوں۔اس کو بزرگان دین پانچ وقتی وضواور نماز سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا وصف!! طریقت کی صورت سے نماز تہجد اور نماز اشراق کے بھی پابند ہوں۔اس کو بزرگان دین سات وقتی وضواور نماز سے تعبیر فرماتے ہیں۔

تیسرا وصف!!! حقیقت کی صورت سے ہر وقت باوضو رہتے ہیں اور غرض وغایت سے پاک ہوکر ہمہ وقت خلق خدا کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں اسے بزرگان دین ہر وقتی وضواور نماز سے تعبیر فرماتے ہیں۔

جب انسان مذکورۃ الصدر اوصاف والی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے تو اس پر اجتماعی حکم جاری ہوجاتے ہیں۔جس کا اقرار لسان سے تصدیق

جنان سے اور شہادت اپنے اعضاء اور مال سے دی جاتی ہے۔

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ترجمہ: میں ایمان لایا، اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر، اس کی جملہ کتب پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر، خیر و شر پر جو منجانب اللہ ہو اور موت کے بعد بعثت پر۔

سات مقاموں کا اقرار اس پر فرض ہو جاتا ہے پھر ہر مقام پر ان کی شہادت ادا کرنی پڑتی ہے یہ سات رکن ایمان کی خلوت کی صورت سے ہیں اور پانچ رکن ایمان کے جلوت کی صورت سے ہیں۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔

کلمہ طیبہ، نماز اور روزہ یہ تین مقام ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ زکوٰۃ اور حج وقتی حکم ہیں۔ اس طرح شریعت کی جماعت مکمل ہوگئی۔ شریعت کی جماعت میں اسے انعام والی جماعت کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ اور ہر جماعت میں سنایا جاتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○

ترجمہ: الٰہی! صراط مستقیم پر چلا، راہ ان کا جن پر تو نے انعام و اکرام کیا۔

کیونکہ نماز میں جب تک سورۃ الحمد شریف نہ پڑھی جائے، تو نماز ادا

ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے اب سالک پر واجب ہو گیا۔ کہ وہ انعام والی جماعت کی تلاش میں رہے۔

صاحبو! غور کرو!! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنے عظیم شرف سے نوازا ہے۔ شریعت کی جماعت میں بار بار طریقت کی جماعت کا بلاوا آتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راہ ان پاکبازوں کا راہ بتایا ہے۔ جو انعام یافتہ ہیں۔ یہی بزرگان دین کی جماعت ہے اس جماعت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنے اور محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو رہنے سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک رہنے کی شہادت یہ ہے۔ کہ مخلوق سے معاملہ غرض و غایت سے پاک ہو کر کیا جائے۔ جس صاحب کی ابتدا ان اوصاف سے ہوگی۔ وہ پہلے فرش پر پاک بندوں میں شمار ہوگا۔ پھر عرش پر پاکباز کے نام سے پکارا جائے گا۔

یاد رکھیے! جو صاحب یہاں پاک ہے، وہی وہاں پاک ہے۔ جو یہاں پاک نہیں، وہ کہیں بھی پاک نہیں۔ جو صاحب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک اور خلق خدا کے ساتھ غرض و غایت سے پاک ہو جائے۔ وہی مردان خدا کی صف میں شمار ہو جاتا ہے۔ اور جو صاحب، محبوب ﷺ کی اتباع میں آجاتا ہے اس کا انعام والی جماعت میں شمار ہو جاتا ہے۔ محبوب ﷺ کی جماعت عبودیت کی جماعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جماعت پاک فرشتوں کی جماعت ہے۔ عبودیت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام کو ذاتی اور صفاتی بلند کرنے سے ہوتی

ہے۔اور یہی سالک کی منزل کی طرف گامزن ہونے کی راہ ہے۔

صاحبو! جان لو!! ساری کائنات میں، آسمان وزمین میں ہی منشاء جلوہ گری کرر ہے ہیں۔

ا۔انسان کا منشا کیا ہے؟ اسے یہ جاننا ضروری ہے۔کہ میں یہاں کس لئے آیا ہوں؟ انسان اس جہان میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ، قَالُوْا بَلٰی. کے اقرار کو نبھانے کے لئے آیا ہوا ہے۔یہ نبھانا، اللہ تعالیٰ سے پاک رہ کر اور محبوب ﷺ سے باوضو ہو کر ہی ہوسکتا ہے۔

۲۔بزرگان دین کا منشا کیا ہے؟ بزرگان دین اللہ تعالیٰ کا نام ذاتی بلند کرتے ہیں، اور صفاتی بھی ۔اس لئے جو صاحب اللہ تعالیٰ کے نام کو ذاتی اور صفاتی بلند کرے گا، وہ بزرگان دین کی جماعت میں شامل ہو جائے گا۔

تیسرا منشا اللہ تعالیٰ کا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا منشاء محبوب ﷺ کی صفت وثنا کرنا اور درود بھیجنا ہے۔

صاحبو! دیکھو غور کر کے، کہ تمام اعمال کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حکم دیا ہے لیکن درود اور سلام کے متعلق سب سے پہلے اپنا ثبوت پیش کیا۔ کہ میں درود بھیجتا ہوں اور میرے فرشتے بھی، اس لئے تم بھی درود وسلام بھیجو فرد کی صورت سے اور جماعت کی صورت سے۔ارشاد باری ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیْ، یَاَایُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْہ

وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْماً ○

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو چاہتا ہے اس لئے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب کو چاہنا چاہیے۔تا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے محبین کی صف میں شمار ہو سکیں۔

یاد رکھو! صاحبو!! مومن جہاں کہیں بھی ہو، اس کی جماعت کی صورت قائم رہتی ہے مسلمان تو پیدا ہی جماعت کے ساتھ ہوتا ہے۔مومن فرد بھی ہر ایک مقام پر رہتا ہے اور با جماعت بھی ۔ اگر مومن کی فرد کی صورت بھی ہو تو معنوں کے اعتبار سے جماعت ہی کی صورت ہے پس سالک کو چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے پاک رہے۔خلق خدا سے معاملہ غرض وغایت سے پاک ہو کر کیا جائے۔محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو رہے۔اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے ذاتی اور صفاتی ۔اور درود وسلام میں مصروف رہے۔

اب حال پر رحمت و برکت کی لوٹ ہو رہی ہے وقت قیمتی ہے۔ایک بھی گھڑی مومن کی غیر کی طرف نہیں لگنی چاہیے، خیر کی طرف لگنی چاہیے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

من فتح له باب من الخير فليستبسة. فانه لا مدری متیٰ یغلق عنه

ترجمہ: جس شخص کے واسطے خیر و برکت کا دروازہ کھلا ہو۔پس اسے چاہیے کہ ایسے وقت پر خوشی منائے۔اور ضائع نہ کرے۔کیونکہ وہ نہیں جانتا۔کہ اس سے یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

انسان جانے کے لئے آیا ہوا ہے اس لئے اسے زاد راہ ہر وقت تیار رکھنا چاہیے۔عبادت اللہ کی ،صفت وثناء محبوب ﷺ کی حقائق سے آشنائی ،یہ مومن کا زادراہ ہے۔اور یہ ہونا چاہیے۔جس مبارک وجود میں یہ تین مقام آجائیں گے۔وہ سرخرو ہو جائے گا۔دنیا وآخرت میں اور حیات ابدی عنایت ہوگی اسے۔

اس طرح اس جہان فانی سے جانے کے بعد بھی ہمیشگی کی زندگی حاصل کرے گا۔ایسے ہی لوگوں کے لئے موت ،حیات ابدی کی سواری ہے جس پر سوار ہو کر مومن ،حیات ابدی کی منزل کو پالیتا ہے۔

دعا:۔اللہ تعالیٰ سب صاحبوں کو غیر سے محفوظ رکھے۔بزرگان دین کا ساتھ عطا فرمائے۔ہر مقام پر انعام والی جماعت کی معیت میں سچا ثابت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

۱۶۔بیان امارت

غرض وغایت کا امیر گارے اور اینٹ سے بنتا ہے۔اور امارت سے بنتا ہے۔لیکن جسے اللہ امیر بنانا چاہے۔اسے اپنا علم عطا فرما دیتا ہے اور تَفَقُّهُ فِی الدِّیْنَ کی نعمت سے نواز دیا جاتا ہے۔حال پر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کوتاہی نہیں کرتا۔خلق خدا سے معاملہ غرض وغایت سے پاک کرتا ہے۔اور ہر

مقام پر محبوب باری ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنا کر اپنی حیات فانی کے لمحات کو باقیات کے حصول میں لگا دیتا ہے۔

پیارو! یہ بات ہر مقام پر دھیان میں رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے سچا ہونے کا ثبوت خلق خدا سے معاملہ بلاغرض وغایت کرنے سے پہنچتا ہے اس طرح وہ صورت وسیرت کے اعتبار سے خلق اللہ کے ساتھ پاک رہ سکے گا۔ اور معنوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے معیت میں ہوگا۔ یہ انسان کی زندگی کا مقصد پاکان ہستی سے ہی عطا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ سے پاک اور محبوب ﷺ سے باوضو ہو چکے ہوتے ہیں۔ پاکان ہستی، جزو، جزو اعظم، اور کل کی صورت سے مقامات کے حامل ہوتے ہیں۔

پیارو! پاک رہنا اللہ تعالیٰ سے ہے اور باوضو ہونا محبوب ﷺ سے ہے جو صاحب اللہ تعالیٰ سے پاک ہوگا۔ اس کی ابتدا دین سے ہوگی۔ اس پاکی کو بزرگان دین، "وحدانیت" کی پاکی فرماتے ہیں۔ جو صاحب محبوب ﷺ سے باوضو ہوگا۔ اسے قرب الٰہی کی نعمت سے نوازا جائے گا۔ اسے رنگ شہودی کے رنگ میں رنگا جائے گا۔ پھر اس صاحب کو ہر مقام پر صداقت کا ثبوت ادا کرنا ہوگا۔ اس طرح اس کے امتی ہونے کی شہادت مل سکے گی۔

ہر وقت نماز میں رہنا اور ہر وقت باوضو رہنا یہ محبوب ﷺ کی صفت

ہے اس نماز میں قعود نہیں، رکوع اور سجود بھی نہیں ۔ عام لوگوں کی نظر میں ۔ لیکن یاد رہے کہ ہو سب کچھ رہا ہوتا ہے ۔ مگر خلوت کی صورت سے قعود بھی موجود ہے رکوع اور سجود بھی موجود ہے۔

محبّ کو جس وقت وحدانیت کا حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ شریعت جاری ہو جاتی ہے۔ طریقت جلوہ گری کرنے لگ جاتی ہے اور حقیقت کا ہر مقام پر ظہور ہونے لگ جاتا ہے اس کا معاملہ خلق خدا سے غرض وغایت سے پاک ہوتا ہے محبّ محبوب ﷺ کے ساتھ اپنی کوئی صورت نہیں رکھتا خلوت کی صورت سے اور جلوت کی صورت سے محبوب ﷺ سے کچھ چاہت نہیں رکھتا، اور نہ ہی کوئی مراد ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سے اس کے محبوب ﷺ نے کچھ نہیں چاہا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی رضا کو اپنی رضا فرمایا۔ حدیث قدسی میں ارشاد ہے۔

کلهم يطلبون رضائي وانا الطلب رضائی یامحمد ﷺ

ترجمہ : اے محمد ﷺ سارا عالم میری رضا کا طالب ہے اور میں آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اعلیٰ حضرتؒ

نیز یاد رہے! کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اپنی ذات کے لئے۔ اور محبوب ﷺ کیلئے باپرواہ ہے اس لئے جو کچھ بنایا محبوب ﷺ کے لئے ہی بنایا اپنے لئے کچھ نہیں بنایا۔ اس لئے جو صاحب محبوب ﷺ کا ہو جاتا ہے، اس کی ساری خدائی ہو جاتی ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس مقام پر محبّ کے لئے یہ بات واجب الامر ہے، کہ وہ حال پر بزرگان دین سے کوئی صورت نہ رکھے، ذاتی اور صفاتی۔ خلوت کی صورت سے بھی پاک رہے، اور جلوت کی صورت سے بھی پاک رہے۔ کیونکہ یہ شرع محبت کے خلاف ہے۔ کہ محبّ اپنی کوئی صورت رکھے، (خواہش، غرض وغایت)۔

محبوب ﷺ کی شریعت جزو ہے طریقت جزو اعظم ہے اور حقیقت کل ہے اللہ تعالیٰ حق ہے اور حقیقت حق سے وابستہ ہے اس لئے جو محبوب ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ اسے بھی حق کی معیت نصیب ہو جاتی ہے جسے حقائق کی نعمت عطا ہو جاتی ہے اس پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا مقام آجاتا ہے اب سالک ہر وقت اور ہر مقام پر خوف الٰہی کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں رحیم ہوں میرا جو گنہگار ہوگا میں اسے

بخشوں نہ بخشوں یہ میری مرضی ہے۔ کسی انسان کے ساتھ کسی انسان نے حق کا معاملہ نہ رکھا، اسے میں نہیں بخشوں گا۔ جب تک وہ نہ اسے بخش دے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ غرض وغایت سے معاملہ کرنا یہ شرک خفی ہے۔ جس سے دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کچھ چاہنا یا امید رکھنا اس کو بھی بزرگان دین شرک فرماتے ہیں۔ اس سے بھی دین و دنیا دونوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صاحب الامر حال پر جس امر سے منع کریں اس سے منع رہو۔ یہ خوبی کی بات ہے۔ اور جس کا حکم دیں، اس میں مشغول رہیں یہ محبوبی کا راز ہے۔ سالک کو جس سے منع کیا جائے، منع نہ ہو تو یہ اس کے لئے بری عادت ہوگی۔ اسی طرح کسی کا اقرار اور کسی سے انکار یہ اس کے لئے بدعت سیئہ ہوگی اللہ تعالیٰ کی توحید سے انکار یہ کفر ہے۔ محبوب خدا ﷺ اور پاکان ہستی کو قول کے اعتبار سے ماننا اور عمل کے اعتبار سے قائم نہ رہنا، یہ منافقت ہے گنہگار کی بخشش ہے منافق کی بخشش نہیں منافق کی اس لئے نہیں کہ وہ اللہ کے محبوب ﷺ کو نہیں چاہتا۔

بخشا تو وہی جائے گا، جو محبوب ﷺ کو چاہے گا۔ اس لئے ہمیں چاہیے، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو چاہتا ہے ہم بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب کو چاہیں۔ تا کہ ہم بھی چاہے جائیں۔

پیارو! یہ چاہنا، محبوب ﷺ کو شریعت کی صورت سے، طریقت کی صورت سے، حقیقت کی صورت سے اور معرفت کی صورت سے ہو شریعت کو بزرگان دین بمثل دودھ فرماتے ہیں۔ طریقت جاگ ہے، اور حقیقت بھاگ ہے بھاگ کس کا؟ جاگ کا، جاگ کس کا؟ دودھ کا، پانچ وقتی نماز اور وضو یہ دودھ ہے، سات وقتی وضو اور نماز یہ جاگ ہے کیونکہ جاگنے کی شرط بھی اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کے ساتھ رکھی ہے، محبین کے لئے۔ جو محبوب ﷺ کی معیت میں جاگتا ہے اسے جاگ لگ جاتی ہے۔ اور محبوب ﷺ کو جو اولیٰ صفات عطا کی ہیں اللہ تعالیٰ نے، جو صاحب ایک صفت کو بھی اپنالیتا ہے۔ اس کو بھاگ لگ جاتے ہیں اس مقام پر یہ بات یاد رہے، کہ جس صاحب نے ایک صفت کو بھی مان لیا، اسے وہی عطا کردی جاتی ہے عطا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تقسیم محبوب ﷺ کرتے ہیں وَاللّٰہُ مُعْطِیُ اِنَّمَاقَاسِمُ اور اللہ عطا کرنے والا اور میں تقسیم کرنے والا ہوں) یہ حدیث پاک ہے اور یہ جاری اور ساری بزرگان دین سے حال پر۔

صاحبو! یادرکھو محبوب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن اولیٰ صفات سے نوازا ہے ان اولیٰ صفات کے گلاستہ کا نام محمد ﷺ ہے حمد اللہ تعالیٰ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور محمدؐ حمد کیا گیا، اس لئے محمدؐ اللہ کی حمد ہے۔ صاحبو! اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو قول کی آنکھ سے نہ دیکھو حادث عمل سے نہ جانچو اور اپنے

ناقص علم سے نہ جانو۔ کیونکہ اس طرح ہر ایک انسان جو بھی دیکھے گا اپنے ہی پیمانے سے جانچے گا۔ انسان حادث ہے اس کا قول بھی حادث ہے اس کا عمل بھی حادث ہے اس کا علم بھی حادث ہے اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔ اس کا علم بھی قدیم ہے اس لئے صاحبو! قال کے دور دورے میں نہ رہو قالی کا ہمیشہ ہاتھ خالی رہتا ہے۔ صاحب حال کے قریب ہو جاؤ اسی میں فلاح و برکت کی صورت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سب صاحبوں پر رحمت و برکت نازل فرمائے، دوری سے دور رکھے اور حضوری کا شرف عطا فرمائے اپنی رحمت سے آمین ثم آمین۔

۱۷۔ بیان جوہر حیات

مادہ منی خون کا جوہر ہے۔ اور انسان کی زندگی کا جوہر ہے گویا جسم ایک شجر ہے۔ اور منی اس کا ثمر ہے۔ سو لقمہ گھی استعمال کرنے سے ایک قطرہ خون بنتا ہے اور سو قطرہ خون سے ایک قطرہ جوہر حیات بنتا ہے۔ لہذا قلیل مقدار میں بھی ضائع کرنے سے آدمی کی زندگی بالکل بے لطف ہو جاتی ہے۔ شکل بگڑنے لگ جاتی ہے۔ تمام اعضاء ڈھیلے اور کمزور پڑنے لگتے ہیں بشاشت اور زندہ دلی قائم نہیں رہتی۔ دماغ میں چکر، چہرے پر زردی خیالات پراگندہ، غرض صحت جسمانی کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔ ایسے آدمی کا

حوصلہ کسی کام کا نہیں رہتا۔استقلال، جوانمردی، عقل مندی اور خوشحالی اس کی طبیعت سے بھاگ جاتی ہے۔جرات اور اوالعزمی کے کام سرانجام دینے کو ایسا شخص مستعد نہیں ہوتا۔تمام جسمانی طاقتوں کے ساتھ روحانی طاقتیں بھی بیکار اور نابود ہو جاتی ہے۔

جو ہر حیات کو جو شخص بے احتیاطی سے ضائع کر دیتا ہے۔وہ عورت کے لئے بھی رنجیدگی کا موجب ہوتا ہے۔اور جیتے جی مردہ کہلانے کا حق دار ہوتا ہے۔اس کی تمام خوشیاں فضول ہوتی ہے۔کیونکہ ایسا انسان بے مراد ہوتا ہے اور اس کا دل کبھی سچی خوشی اور ایمان کا حظ نہیں اٹھا سکتا۔بہت سے ایسے شخص دیکھنے میں آئے ہیں۔جو شروع میں خاصے جوان تھے۔لیکن جس جوانی پر ان کو فخر تھا۔اس نے بہت جلد ان کو چھوڑ دیا۔محض ان کی بے اعتدالی کی وجہ سے ان کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔گو ہمارے سامنے انہوں نے برے افعال نہ کئے ہوں۔مگر ان کا چہرہ صاف شہادت دیتا ہے۔کہ انہوں نے بے اعتدالیاں ضرور کی ہیں اور یہ دانستہ اور نادانستہ غلطیاں اور بے اعتدالیاں ہر حالت میں تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہیں خواہ وہ کسی عمر میں کی جائیں۔

جو ہر حیات کو جس زمانے میں بھی حد سے زیادہ خرچ کرو گے۔اپنے آپ کا ستیاناس کرو گے۔جو آدمی اپنی آمدنی سے خرچ بڑھاتا ہے اس کا جلد

ہی دیوالیہ نکل جاتا ہے۔ اور جوہر حیات تو ایسا نایاب خزانہ ہے۔ جس کے برابر دنیا میں کوئی بھی شے راحت بخش نہیں ہے۔ اگر اسے تمام طاقتوں کا منبع اور چشمہ بقا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ قانون قدرت کے خلاف چل کر جو اس کی قدر نہیں کرتے۔ ان کی اولاد بھی دبلی پتلی، بدصورت اور دائم المریض ہوتی ہے اصل انسانیت اور خوب صورتی کا نام ہے۔ کہ جسم مضبوط اور موزوں ہو، کوئی عضو ناکارہ، خراب یا بدنمانہ ہو ہر چیز قدرتی طور پر خوبصورت اور مناسب بنتی ہے لیکن اس میں خرابی یا کوئی کمی انسان کی اپنی جانب سے واقع ہوتی ہے۔ کسی نوجوان آدمی یا جانور کو جوانی کے دنوں میں دیکھیے، خواہ وہ بظاہر کیسا ہی بدصورت کیوں نہ ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک قسم کا نور برستا ہے اس کی چال میں ایک وقار ہوتا ہے۔

ہماری نسل کے معصوم بچے جو مادر زاد ہی ناقص پیدا ہوتے ہیں اپنے غلط کار والدین کی کرتوت کا پھل پا رہے ہیں۔ اور ان کی غلطیوں کے مجسم اور زندہ نمونے ہیں۔ ایسی نسل کی قوم سرخرو ہو کر کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔ ان میں عالم، فاضل، ولی، صالحین، مومنین کچھ بھی نہیں ہوسکتے۔ بداعتدالیاں کرنے والے، ملک کی حفاظت کرسکتے ہیں نہ قوم کی خدمت۔ وہ جوانی میں بوڑھے بلکہ بوڑھوں سے بھی بدتر ہیں۔ افسوس ہمارے نوجوان اپنی غفلت سے اس نتیجے کو پہنچتے ہیں۔ اس میں سب قصور والدین کا ہوتا ہے کیونکہ

وہ اپنے فرض کی خبر نہیں رکھتے۔ والدین کو چاہیے۔ کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو لازم پکڑیں۔ اور خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیں۔ جیسے بزرگان دین کا شیوہ ہے۔

اصول زندگی:

دنیا میں رہ کر حیوانی زندگی کو چھوڑ کر انسانی زندگی اختیار کرنا یہ انسان کا پہلا فرض ہے۔ حیوانوں کو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر یہ سمجھ دی ہے کہ جب مادہ بہار پر آ جائے۔ تو پھر اس کے نزدیک نر جائے۔ مگر انسان باوجود دعویٰ انسانیت کے موقع بے موقع وصل اختیار کرے، تو پھر وہ انسان کہلانے کا حق دار کیسے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے حیوانوں میں سبق رکھا ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنا بھی اصول زندگی قائم کرے۔ تاکہ عمر بھر چین سے رہے۔ اور آنے والی نسلیں بھی اس سے عملاً فائدہ اٹھا سکیں۔

صالح اصول:

جس عورت کے ساتھ نکاح ہو وہ شوہر پر حلال ہوگئی۔ اس سے وصل کرنے کا نام جماع ہے یہی عمل اگر غیر عورت کے ساتھ کیا جائے تو وہ زنا ہے جو حرام اور ناجائز ہے۔ اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔

جماع سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا منشاء بقائے نسل ہے۔ جس وقت امیدواری ہو جائے۔ تو پھر مرد اپنی بیوی کے نزدیک نہ جائے۔ کیونکہ

اولاد کا منشاء پورا ہو چکا، اگر اب بھی قریب جائے گا۔ تو حیوان سے بدتر ہوگا۔ اتنی دیر اپنی بیوی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ جب تک بچہ پیدا نہ ہو چکے۔ اور اس کے بعد ماہواری پھر شروع نہ ہو۔ ماہواری کا قانون اللہ تعالیٰ نے اسی لئے رکھا ہے۔ کہ انسان کو پتہ چل جائے کہ منشائے ایزدی پورا ہو چکا ہے یا نہیں۔ انسان کا جو کام بھی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جس وقت بیوی کے نزدیک جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاتا ہے کیونکہ وہ اس کی ملک ہو چکی ہے غیر محرم کے نزدیک جاتا ہے تو وہ اپنے مطلب کے لئے جاتا ہے اسلئے وہ ناجائز کرتا ہے اور وہ ناجائز کو اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔ ایسے جیسے اللہ اور اس کا حبیب ﷺ تم سے چاہتے ہیں۔ اس قانون کے مطابق رہو گے۔ تو تندرست رہو گے۔ اور تمہاری آنے والی نسلیں بھی احترام کے قابل ہوں گے۔

جن صاحبوں کو کوئی مرض اپنی غلط کاریوں سے لاحق ہو چکا ہے وہ آئندہ کے لئے توبہ کریں۔ فضول آدمیوں سے میل جول اور فحش کلامی کرنا، اپنے وقت کو کھونا ہے۔ اور گندے ناول پڑھنا ترک کر دیں۔ اور اپنا علاج کسی اچھے ڈاکٹر یا طبیب سے کرائیں۔ اور پاکیزہ زندگی کا پروگرام بنا کر اس پر عمل کریں۔

صاحبو! سن لو!! جو لوگ ایک ایک نسخہ لئے پھرتے ہیں۔ اور اصول

طب کو نہیں سمجھتے ۔ان سے دوائی لے کر کھانا اپنی زندگی ہمیشہ خطرے میں ڈالنا ہے جب علاج کے بعد پوری صحت حاصل ہو جائے ۔تو خوب یاد رکھیے ۔کہ انسان بیوی کے پاس اس وقت جائے جب ماہواری آچکے۔ مہینہ بھر میں ایک مرتبہ جماع کرنا بہت ہے اگر اس پر زیادتی کرے گا۔تو تمام بیماریوں کے لئے سینہ سپر بھی ہونا ہوگا۔

راز حقیقت:

چاند کی ۱۰،۱۱،۱۲،۱۳،تاریخ جماع کے لئے منحوس ہے۔اگر کرے گا۔ تو اکثر اولاد مخنث پائے گا۔چاند کی ۵ تاریخ سے ۱۴ تاریخ تک (ماسوائے درج بالا تاریخوں) کے دنوں میں جماع ہونے سے انشاءاللہ لڑکا پیدا ہوگا۔تاریخ جفت ہو طاق نہ ہو۔اور چاند کی بھی چڑھائی ہو رات جمعرات کی ہو اور دن جمعہ کا آنے والا ہو۔تو اولاد نرینہ کی امید کرنی چاہیے۔ماہواری ہو چکنے کے بعد پانچ سے بائیس تک کے دنوں میں مرد کو اپنی بیوی کے پاس جانے کی اجازت ہے۔اور اس موقع پر چاند کا عروج ہونا چاہیے۔چاند کمی پر نہ ہو۔ورنہ لڑکی پیدا ہوگی ۔اگر لڑکا ہوگا بھی تو زنانہ اوصاف کا حامل ہوگا۔اللہ تعالیٰ فضل کرے،سب صاحبوں پر۔غیر سے محفوظ رکھے ۔خیر کا پہلو عطا فرمائے ۔ ہر مقام پر۔ ہر وقت،سلامتی کا پہلو عطا فرمائے۔دوری سے دور رکھے، حضوری

کا شرف عطا فرمائے۔ بزرگان دین کی دعا و برکت سے ہر مقام پر پورا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

۱۸۔ بیان صحت

حضور پرنور حضرت فضل شاہ قطب عالمؒ کو اللہ تعالیٰ نے طبیب روحانی اور طبیب جسمانی دونوں شرف عطا فرمائے۔ جسمانی علاج آپؒ کا نعم البدل ہے آپؒ کا فرمان ہے۔ کہ روحانی مریض پرہیز گاری کرے، تو فلاح پاتا ہے۔ اور جسمانی مریض پرہیز کرے، تو فلاح پاتا ہے۔

صاحبو! یاد رکھو!! اگر حال پر تشخیص اور تجویز صحیح ہو جائے۔ تو دوائی سے عارضی فائدہ ہوتا ہے، اور پرہیز (بھی کرنے) سے دائمی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

پرہیز کے معنی فوائد ہیں اس میں نقصان کا مقام ہی نہیں۔ اس لئے پرہیز سے جسمانی مریض اللہ کے فضل سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور اسے خوراک کا علم عطا ہو جاتا ہے۔ اپنے لئے جسمانی مریض ساری عمر کے لئے یہ جان لیتا ہے۔ کہ خوراک کب اور کتنی اور کس قسم کی کھانی چاہیے۔ اسی لئے مریض روحانی و جسمانی آپؒ کی حب رکھتے ہیں۔

جان لو! حب جب بھی عطا ہوتی ہے، محبوب سے عطا ہوتی ہے۔

طبیب کے تین درجات ہیں، تشخیص، تجویز اور خوراک۔

تشخیص جزو ہے، تجویز جزو اعظم ہے اور خوراک کل ہے۔ جس طبیب میں یہ تینوں مقام ہوں۔ وہ طبیب کامل ہے (صرف) علامات سے جو معالج علاج کرتے ہیں۔ وہ سب نامکمل ہیں۔

حقیقت کیا ہے؟ پہلے مرض ہوتا ہے۔ اس کے بعد عرض ہوتا ہے (یعنی علامات نمودار ہوتی ہے) عرض علامات کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مرض عناصر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ چار عناصر ہیں۔ سودا، صفراء، بلغم اور خون۔ ان کی نا اتفاقی سے مرض پیدا ہوتا ہے۔

مرض کا علاج کیا جائے۔ تو مریض کو کلی (شفا) صحت عطا ہو جاتی ہے عرض کا علاج کیا جائے تو وقتی فائدہ ہوتا ہے۔ حقیقتاً نقصان ہوتا ہے کیونکہ مرض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ نئی نئی علامات نمودار ہوتی جاتی ہیں۔ اور آدمی یہی سمجھتا ہے کہ یہ کوئی اور مرض ہو گیا ہے

مرض خوراک کی بے اعتدالی سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے جب دوا کے ساتھ خوراک میں بھی اعتدال پیدا کیا جاتا ہے۔ تو فائدہ یقینی ہوتا ہے۔ ورنہ دوا کے مقابلہ میں خوراک کی مقدار کے زیادہ ہونے کی وجہ سے عارضی ہی رہتا ہے۔ جو لوگ طبیب سے پوچھ کر خوراک استعمال کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے

فضل سے مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔

قاعدہ کلیہ کیا ہے؟ ہر مہینے خوراک کا پروگرام طبیب سے لینا چاہیے تندرست کو۔

خوراک کا اصول : ثقیل چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔اور زود ہضم چیزوں کا استعمال ہمیشہ رکھنا چاہیے۔

۱۹۔بیان تعبیر خواب

صاحبو!سن لو!!خواب کی تعبیر ان سے پوچھنی چاہیے۔جو علم الٰہی رکھتے ہیں جو علم الٰہی رکھتے ہوں وہی خواب کا حل بتاتے ہیں۔

یہ بھی سن لو صاحبو! زبان کو جہاں تک ادراک ہے۔وہاں تک بیان کرتی ہے۔جس کا حال ہو، وہی بیان کرسکتا ہے۔یا جس نے حال عطا کیا ہو وہی جان سکتا ہے۔زبان کو ادراک قول تک ہے اعمال ہو تو حال ہوتا ہے حال جب بھی عطا ہوتا ہے۔صاحب حال سے عطا ہوتا ہے۔اور ہمیشہ حال پر عطا ہوتا ہے۔

خواب ہر انسان کو آتا ہے۔بے حقیقت کا خواب بے حقیقت ہوتا ہے۔باحقیقت کا خواب باحقیقت ہوتا ہے۔خیر والے کو خیر کا خواب آتا ہے۔شر والے کو شر کا خواب آتا ہے شر کا حال شر ہے۔خیر کا حال خیر ہے۔

خواب کی حقیقت آ گہی ہوتی ہے۔ برے کو بری آ گہی ہوتی ہے اچھے کو اچھی آ گہی ہوتی ہے۔ جس کا حال شر ہو۔ اس کو شر کی آ گہی ہوتی ہے۔ جو پاک بندے ہیں ان کا خواب خیر کی آ گہی ہوتی ہے صاحبو! سن لو!! جو انسان پاک ہوتا ہے خلوت اور جلوت کی صورت سے اس کو نظر بصیرت عطا ہو جاتی ہے اور حقیقت اس کی آ گہی ہوتی ہے جو پاک ہے اس کی نظر بھی پاک ہے۔

خواب کے تین مقام ہیں۔ خواب ماضی کا بھی آتا ہے۔ حال کا بھی آتا ہے اور مستقبل کا بھی۔ جو ماضی میں ہو، اس کو ماضی کا خواب آتا ہے جو مستقبل میں ہو اس کو مستقبل کا خواب آتا ہے۔ حال پر خواب آئے، تو وہ حقیقتاً الہام ہوتا ہے جو خواب آئے۔ وہ حال پر ہو رہا ہوتا ہے یا ہونے والا ہوتا ہے۔

صاحبو! سن لو!! ساری کائنات کے انسان جو چکا ہے۔ اس کی یاد میں رہتے ہیں۔ جو ہونے والا ہے۔ اسکی تلاش میں رہتے ہیں۔ جو حال ہے، اس سے بے خبر رہتے ہیں۔ جو بزرگان دین کی معیت میں رہتے ہیں۔ وہ حال پر رہتے ہیں۔ حال کی حقیقت رضا ہے اس حال پر بزرگان دین فرماتے ہیں ماضی بزرگان دین کا شاہد ہے۔ رضا اعمال اور حال ہے۔ مستقبل راستہ ہے خواب کی تعبیر کے تین مقام ہیں۔ عام، خاص اور خاص الخاص۔

ا۔عام کتاب اور شنید سے خواب کی تعبیر بتاتے ہیں۔ان کی کوئی حقیقت نہیں۔
کیونکہ یہ ماضی ہیں۔ماضی میں تو ماضی کا جواز ہی نہیں۔
۲۔خاص جو لوح قلم پر لکھا ہوا ہو، وہ دیکھ کر بتاتے ہیں۔
۳۔خاص الخاص کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا کیا ہوا ہے۔کہ وہ عنوان بدل دیتے ہیں۔نقصان کا جو پہلو ہے، اس کو بدل کر فوائد کا پہلو دیتے ہیں۔تصرف جب ہوتا ہے۔عنوان پر ہوتا ہے۔

۲۰۔بیان شرح صدر

اللہ تعالیٰ کا حکم شریعت ہے۔حکم میں جاننے کی شرح ہی نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ نے۔اعمال طریقت ہے۔اس لئے اعمال کو آنکھ نہیں ہے۔جس اعمال میں آنکھ ہو وہ اعمال ریا کاری ہے۔جو اعمال بغیر جاننے کے ادا کیا جائے۔وہ اعمال، اعمال دین ہے۔دکھاوا ہو تو کسبی ہے مقام تسلیم سے ادائیگی ہو تو وہبی ہے۔یہ بات بھی اس مقام پر دھیان میں رہنی چاہیے۔کہ جو اعمال بزرگان دین کے دربار میں سچا ثابت ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان اعمال کو علم کی آنکھ عطا فرماتے ہیں۔اور یہ علم، علم الٰہی ہے۔اسے بزرگان دین حقیقت فرماتے ہیں۔تین مقام ہیں۔

پہلا شریعت: حکم اللہ تعالیٰ کا۔

دوسرا طریقت: اعمال، قدم بقدم بزرگان دین کے۔
تیسرا حقیقت: علم، علم الٰہی۔

جس صاحب کو یہ تینوں مقام عطا ہو جاتے ہیں۔ اخلاص کا انعام حسن کی صورت سے اس کے پاس اترنے لگ جاتا ہے۔

فرشتے کو دو مقام عطا کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے۔ قول اور عمل۔ بزرگان دین کو قول، عمل، علم اور اخلاص عطا کیا۔ اسی لئے فرشتوں سے جب نام پوچھے گئے۔ تو وہ نہ بتا سکے۔ ان کا مقام ہی نہیں تھا۔ فرشتے سے دو مقام (علم اور اخلاص) بزرگان دین کو اولیٰ اور ارفع عطا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیز یہ بات مت بھولئے! کہ بزرگان دین قول کو شریعت، عمل کو طریقت علم کو حقیقت اور اخلاص کو معرفت فرماتے ہیں۔ اپنا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو عطا کیا۔ اور اخلاص کا انعام بھی عطا کیا۔

پیارو! جان لو!! شریعت معدن ہے۔ اور مثل دودھ کے ہے۔ طریقت مثل دہی کے، حقیقت بمثل مکھن کے اور معرفت بمثل گھی کے ہے شریعت مائی ہے طریقت دائی ہے حقیقت آئی ہے اور معرفت نے موج لائی ہے موج ہو تو طغیانی ہے، اگر موج نہ ہو تو حیرانی اور پریشانی ہے۔

موج کا مقام اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو عطا کیا۔ جو صاحب محبوب ﷺ کے قدم بقدم ہو جاتا ہے۔ وہ موجی ہو جاتا ہے " محبوبؐ سچ ہے،

غرور کچ ہے غرور کا غیر ہتھ ہے"

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو دو شاہد عطا فرمائے ہیں۔ مسلمان کا ہاتھ امین، اور زبان برائی سے پاک ہو۔ جس صاحب کا ہاتھ امین ہو جاتا ہے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے۔ جس کا دل پاک ہو جائے گا اس کا سارا جسم طیب ہو جائے گا۔ جس صاحب کو یہ دونوں مقام عطا ہو جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور محبوب ﷺ کے قدم سے وابستگی کا انعام عطا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دوری سے دور رکھے۔ اور حضوری کا شرف عطا فرمائے، اپنی رحمت سے۔ آمین ثم آمین۔

۲۱۔ بیان باشان

☆ يُضِلُّوا بِهٖ كَثِيْرًا تا اُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

پ ا۔ سورۃ البقرہ۔ رکوع ۲

☆ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى تا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

پ ۳۔ آل عمران۔ رکوع ۳

پکا وعدہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ساری مخلوق نے، وعدہ ہونے والا ہوتا ہے۔ پکا وعدہ جو چکا ہوتا ہے۔ اسے وحدانیت فرماتے ہیں۔ بزرگان

دین۔ وعدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان نے وعدہ کیا، کہ میں تیرا ہو کر رہوں گا۔

وَاِذَا اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِیَّتِھِمْ وَاَشْھَدُھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ، اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْ بَلٰی.

اور اے محبوب ﷺ یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدمؑ کی پشت سے ان کی نسل نکالی۔ اور انہیں خود ان پر گواہ کیا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب بولے، کیوں نہیں، ہم گواہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اپنی ذات سے پاک اور ہمیں پاک ہونے کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ میں پاک ہوں۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے، کہ انسان کیلئے اللہ تعالیٰ ہر وقت پاک ہے۔ انسان پکا کس وقت ہوتا ہے وعدہ پر۔ یہ بھی اللہ کے لئے ہر وقت پاک رہے۔ یہ پکا وعدہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پاک کی کیا ضرورت ہے انسان کیلئے ہر وقت پاک باوضو رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اپنا ہو کر نہ رہے اللہ کا ہو کر رہے۔ اپنے ہو کر رہنے کے معنی شرک ہیں، اور شرک خفی۔ اللہ کا ہو کر رہے، تو شرک سے پاک ہے۔ اگر کوئی شریک بن سکتا ہے۔ یہ خود ہی بن سکتا ہے۔ مشرک بھی یہ اس لئے ہو جاتا ہے اور ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس سے کوئی شریک بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ میں لاشریک ہوں۔ اگر ہو سکتا ہے، تو خود ہی مشرک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہر مقام پر ٹھیک رہنا اللہ تعالیٰ سے ٹھیک رہنا ہے۔ کیونکہ مخلوق اللہ کی، اللہ مخلوق کا، ہر وقت باوضو رہنا، اس کے معنی ہیں، کہ ہر وقت پاک رہنا، ہر جگہ پاک رہنا، ہر گھڑی میں پاک رہنا اور ہر ساعت میں پاک رہنا۔ تو اس کے معنی یہ نکلتے ہیں۔ کہ ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ اور درود پاک میں مصروف رہے۔ ہر وقت باوضو رہنا یہ وحدانیت کا وضو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا یہ وحدانیت کا شکریہ ہے۔ اور درود پاک میں مصروف رہنا، یہ وحدانیت کا ثمرہ ہے۔ باوضو کی بھی یہ شرط رکھی ہے بزرگان دین نے، جو مردان خدا ہر وقت باوضو رہتے ہیں۔ وہ جس انسان کا وضو کرا دیتے ہیں، اور کر دیں۔ وضو کرانے کے معنی پاک نکلتے ہیں اور کر دیں کے معنی کیا ہو ادے دیا۔ تو معنی یہ ہوئے وضو مردان خدا کا وضو ہے جو صاحب ان سے وضو کر لیتا ہے وہ باوضو ہو جاتا ہے وہ اللہ کے فضل سے دن یوم الدین بھی باوضو اٹھے گا۔ اور بزرگان دین کی صف میں اٹھایا جائیگا۔ یہ مقام جسے اللہ تعالیٰ خوشنودی کے عطا کر دیتا ہے وہ انسان اللہ کا ہو جاتا ہے۔

تین مقام جلوت کے ہیں۔ اور دو مقام خلوت کے ہیں۔

جلوت: پہلا مقام باوضو، دوسرا مقام مشغول، تیسرا مقام

شاغل۔شاغل کے معنی مصروف کے ہیں۔اور مشغول کے معنی فارغ ہیں۔اور وضو کے معنی پاک ہیں۔دیکھنا چاہیے! صاحبو!! وحدانیت کا وضو، یہ اللہ تعالیٰ کے لئے وضو ہے اور ذکر میں مشغول رہنا، یہ اللہ تعالیٰ کے لئے مشغول رہنا ہے۔اور درود پاک میں مصروف رہنا، اللہ تعالیٰ کے لئے مصروف رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ محبوب ﷺ کے لئے مصروف ہے اور محبوب ﷺ کی صفت وثناء کے لئے مصروف ہے درود پاک ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ

خلوت: دو مقام خلوت کے ہیں یہ حقائق کی ابتدا ہے۔

مسلمان کا ہاتھ امین، اور زبان برائی سے پاک ہو المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ. (الحدیث)

جو صاحب حقائق کی ابتدا کریگا ہر مقام پر، اس کی نماز اللہ تعالیٰ کی نماز ہوگی اس کا کلمہ اللہ کا کلمہ ہوگا۔اس کا روزہ اللہ کا روزہ ہوگا اس کا حج للہ کا حج ہوگا اور زکوٰۃ بھی اللہ کی زکوٰۃ ہوگی۔یہ دو مقام مسلمان میں ہونے نہایت ضروری ہیں کہ مسلمان کا ہاتھ امین ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔ان دونوں حقائق کو چھوڑ کر کوئی انسان کوئی عمل کرے۔اس کا عمل اعمال نفس ہوگا اعمال دین نہیں ہوگا۔اعمال دین اسی کا ہوگا۔جس کی حقائق سے ابتدا ہوگی۔یہ پانچ مقام ہر انسان میں ہونے چاہیں۔مسلمان کا ہاتھ امین ہو اور زبان برائی سے پاک ہو۔

زبان پاک ہو۔اس کے معنی یہ نکلتے ہیں۔کہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔اور درود پاک میں مصروف کے معنی یہ ہیں۔کہ دل ہر وقت درود پاک میں مصروف رہے جس مبارک وجود میں یہ پانچ مقام آئے ہوئے ہوں۔وہ بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے۔اور اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔پانچواں مقام، انسان ہر وقت باوضو رہے۔

یہ بیان پاک ڈیرہ پاک ماموں کانجن شریف پر بعد از نماز فجر ۱۵ مئی ۱۹۶۳ء کو ارشاد فرمایا۔

۲۲۔ بیان دنیا

دنیا جب بولتی ہے۔غرض وغایت کے تحت بولتی ہے عالم لوگ جو بولتے ہیں۔وہ شنید و کتاب سے بولتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا پیارا زبان حال سے بولتا ہے غرض وغایت دنیا ہے کتاب وشنید یہ قول ہے حال ثمرہ ہے قول مستقبل ہے حال ثمرہ ہے۔جس قول کا حال شاہد نہ ہو۔وہ سچا ثابت نہیں ہوتا۔قول سواری ہے حال تک پہنچانے کی اللہ کے لئے اعمال سچا ثابت ہو جاتا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے علم کی آنکھ عطا کر دیتا ہے اعمال کو۔علم کیا ہے؟ حال جو فرمائے گا،وہ علم ہوگا،اور علم الٰہی ہوگا۔دنیا غرض وغایت کے ساتھ،قول سے جو عالم تعلق رکھتے ہیں۔وہ قول کی صورت

سے بولتے ہیں۔ شنید اور کتاب سے، اور وہ پڑھی اور سنی ہوئی بات بتاتے ہیں۔ اور بزرگان دین بات نہیں بتاتے، کام بتاتے ہیں۔

کام کیا ہے؟ صاحبو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے آنے سے پہلے سب کچھ عطا کیا ہوا ہے اس لئے ہمیں جاننا چاہیے۔ کہ عطا کرنے والا اتنا کریم ہے اور ہمارے ذمہ کوئی کام نہ رکھا۔ اور جو کچھ عطا کیا، نہ کوئی مشقت رکھی۔ ہمیں چاہیے، ایسے کریم سے لگ جائیں مل کر۔ دنیا کی نعمتیں پہلے ہی عطا کر چکا ہے۔ اور دین کی نعمتیں اللہ تعالیٰ سے لے لیں۔ لینے کی صورت کیا ہے؟ ہمیں چاہیے، اللہ پاک ہے۔ ہمیں بھی اس کے لئے پاک ہو جانا چاہیے۔ ہر وقت پاک ہو جانا چاہیے۔ اور جہاں رہیں، پاک رہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ۔

جو انسان پاک ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے۔ اسے خلوت کی پاکی عنایت ہو جاتی ہے۔ وہ مرد ہو جاتا ہے مردان خدا۔ اور جو صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ باوضو ہو جاتا ہے۔ اسے جلوت کی پاکی عنایت ہو جاتی ہے۔ اور جو انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ خلوت کی پاکی تسلیم ہے اور جلوت کی پاکی تعظیم ہے۔ اس صاحب کے یہ دونوں سجدے ہو جاتے ہیں۔ صاحبو! غور کر کے دیکھو، سجدہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دونوں صورتوں میں ہو رہا ہے اور ساری کائنات میں ہو رہا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے جو کچھ محبوب ﷺ کو عنایت فرمایا۔ ہماری شنید اور ہماری کتاب، اپنا علم و عقل، یہ جو مقام ہیں، حادث مقام ہیں۔ محبوب ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے مقام عطا کیا ہے۔ وہ قدیم کا مقام ہے۔ اس لئے بزرگان دین فرماتے ہیں۔ جو صاحب بزرگان دین کے قدم بقدم ہو جائے گا، یا ہو جاتا ہے، اسے مقام قدیم عنایت ہو جاتا ہے، یہ ناممکن ہے۔ جس سے جانچا جاتا ہے ممکن کو ممکن سے جانچا جاسکتا ہے۔

قدیم کیا ہے؟ پاک رہو اللہ تعالیٰ کیساتھ، اور باوضو رہو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کیساتھ۔ جس صاحب کو مقام قدیم عطا ہو جاتا ہے۔ وہ بزرگان دین کی صف میں شمار جو جاتا ہے۔ اور با جماعت ہو جاتا ہے۔ جماعت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ یہ ایسا ساتھ ہے، دن یوم کے اللہ والوں کے دربار میں اللہ والوں کا گروہ ہی جائیگا۔

۲۳۔ بیان، مقام روزن راہ حال

راہ کیا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا راہ، وہ راہ۔ ماسوا اس کے، سب غیر۔ پیارا کسی انسان کا نام نہیں ہے۔ وہ پیاری صفتوں کا نام ہے۔ صفتیں بھی وہ صفتیں جو اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ ماسوا اس کے جو ہے وہ سب غیر۔ پیاری صفتوں کا نام محمد ﷺ ہے غیر صفتوں کا نام ابوجہل ابولہب اور شمر وغیرہ

ہے۔

اور بھی جتنی صفتیں انسان کے وجود میں ہیں۔شریعت کے خلاف ناقص پائی جاتی ہیں۔وہ سب غیر ہیں۔ناقص صفتیں جتنی ہیں۔وہ سب ابلیس کی ہیں۔جو پیاری صفتیں ہیں، ان کا نام محمد ﷺ ہے۔اس لئے پیارو! اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی پیاری صفتوں کو پا جاؤ گے،تو تم بھی پیارے ہو جاؤ گے اور غیر صفتیں جتنی ہیں، اپنے وجود میں نظر آتی ہیں۔ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرو۔اور ایک ایک کی نفی کر کے نکالتے رہو۔بزرگان دین فرماتے ہیں، جس پیارے نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک بھی غیر صفت کو چھوڑ دیا اسے دس مقام رحمت کے عنایت ہو جاتے ہیں۔وہ اس کی طرح،۱،۲،۳،۴۔چہار بار۔۴،۳،۲،۱۔محبان یار۔وہاں چار یاران طریقت۔حقیقت ایک دس وحدت۔۱،۲،۳،۴۔دس ورود۔ایک سر وحدت ۴۔۱۰۔۱۔۵۔معرفت، دس دوار۔

ایک حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم، تسلیم ورضا قدم بزرگان دین (راضی ہر حال رہنا چنتا مول نہ کرنی جی) چار میں جو ایک شامل ہوتا ہے۔وہ ایک سر وحدت ہے۔پیارے کی اچھی صفتوں کا نام محمد ﷺ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پر درود بھیجتا ہے ساتھ فرشتوں کے۔حکم کی تعمیل کرنی یہ عمل ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے کی صفت و ثنا کرنی یہ درود ہے عمل کے ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ

توفیق عطافرمائے۔اوردرود پاک کوانکساری کے ساتھ انکساری سے ادا کرنے کی توفیق عطافرمائے۔کیونکہ مقام ادب ہے۔

نوٹ: نیکی کی جس وقت مومن نیت کرے۔اسی وقت سے اجر شروع ہو جاتا ہے کہ گزرنے پر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اپنی رحمت سے۔گناہ کرگزرنے کے بعد ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔گناہ کرنیوالے کے نام۔

پیارو!دیکھو!!یہ کتنا رحمت کا مقام ہے۔اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے اپنے بندوں کو۔صاحبو!سنو!!اورعمل سے فائدہ اٹھاؤ۔اللہ تعالیٰ کے پیارے کواگر باقی نہیں ماننا چاہتے،تونہ مانوتمہاری مرضی۔اللہ تعالیٰ کی پیاری صفتیں جو پیارے میں موجود ہیں،وہ لے لینی چاہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔پیاری صفتوں کو ماننا اللہ تعالیٰ کے پیارے کو ماننا ہے معنوں کے اعتبار سے پیارے کوذاتی نہ ماننا اللہ تعالیٰ کونہ ماننا ہے۔صورت کے اعتبار سے مقام دوہی ہیں۔طالب کااورمطلوب کا۔صفت کے معنی درود ہے۔ذات کے معنی حقیقت ہے حقیقت کے معنی حق۔

۲۴۔ بیان یاودود (۱)

(بیان حضرت صوفی محمد نذیر صاحب اچھروی لاہور)

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام جو ہیں۔ وہ مخلوق سے بھی مجازی طور پر منسوب ہو سکتے ہیں۔ ودود، رحیم کا مترادف ہے۔انسان جب ودود ہو جاتا ہے۔تو اس میں تین صفات پیدا ہوتی ہیں۔

۱۔کسی کی بدسلوکی، سلوک کرنے سے اسکو مانع نہیں ہو سکتی۔

۲۔کسی کا نہ دینا، دینے سے اس کو مانع نہیں ہو سکتا۔

۳۔کسی کا ظلم کرنا، معاف کرنے سے مانع نہیں ہو سکتا۔

یعنی جب انسان ودود ہو جاتا ہے۔

۱۔ وہ بدسلوکی کرنے والوں سے سلوک کرتا ہے، ۲۔نہ دینے والوں کو دیتا ہے، ۳۔ظلم کرنے والوں کو معاف کرتا ہے۔

جس طرح حضور پرنور نبی کریم ﷺ کا جب دانت مبارک غزوہ احد میں شہید ہوا۔ جبکہ آپ ﷺ کا چہرہ انور خون آلود تھا۔تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَومِی فَاِنَّھُم لَا یَعْلَمُونْ. (اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے پس تحقیق وہ جانتے نہیں ہیں) ایک دن جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے علی کرم اللہ وجہہ آج تجھے ایسی چیز دوں۔ جو تجھے مقربین سے بھی زیادہ محبوب

ومقرب بنادے۔

ا۔بدسلوکی کرنے والوں سے توسلوک کر۔

۲۔نہ دینے والوں کودے۔

۳۔ظلم کرنے والوں کومعاف کر۔

۲۵۔بیان یاودود (۲)

اسی بیان پر حضور پرنور قبلہ وکعبہ حضرت فضل شاہ صاحب قطب عالمؒ نے فرمایا۔کہ یہ یاودود کے طبعی مقام ہیں ۔اس لئے آوازیں غیر کی طرف سے بھی آرہی ہوتی ہیں۔اور خیر کی طرف سے بھی آرہی ہوتی ہیں خیر کے جو مقام ہیں وہ سب مقبولیت کے ہوتے ہیں اور جو غیر مقامات ہیں ۔وہ سب معاف کردینے والے ہوتے ہیں حقیقت کیا ہے؟

نیر نگیوں میں یار کی حیران نہ ہو جیو
ہر رنگ میں اسکو نمودار دیکھنا

قطرے میں بحر قلزم ذرہ میں آفتاب
ہر اک نوک خار میں گلزار دیکھنا

مخلوق جو بول رہی ہے اپنی غرض وغایت کے تحت بولتی ہے بزرگان

دین جو بول رہے ہیں وہ اللہ کے حکم سے بول رہے ہیں دنیا عالم اسباب ہے عاقبت سبب ہے۔جس صاحب کے دونوں مقام راہ گزر ہوں اس سے پہلے ربّ ہے پھراس کے لئے یہ مقام ہے

ہر صوت کو سمجھ کہ یہ ہے صوت سرمدی
انحد کا سر خاص یہ تم کو بتادیا
موجود جز وجود نہیں غیر سے عدم
یہ قادری نے نکتۂ عجائب سنادیا

اس لئے اللہ کے پیارو! اللہ تعالیٰ کی کار میں لگے رہو قلندر اس مقام پر کیا فرماتے ہیں ۔ جب غیر آواز آئے یا مشاہدہ ہو تو وہ فرماتے ہیں

"تیرا دکھ تینوں کھاوے سانوں کی"

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تین قسم کا شرف عطا کیا ہوا ہوتا ہے پیارے کو۔

پہلا مقام: اگر سزا دینی مقصود ہووے، تو اغیار کی طرف سے جو آواز آتی ہے، اسکو واپس کر دیتے ہیں ۔اسی صورت سے قول یہ ہے، تیر ادکھ تینوں کھاوے سانوں کی۔

دوسرا مقام: اگر کسی کو کچھ دینا نہیں چاہتے، تو اس کا یہ مقام ہے ،وہ نار کو ضبط کر لیتے ہیں ۔اور آگ کو بھی ضبط کر لیتے ہیں۔

تیسرا مقام: جس مقام پر دینا مقصود ہو، نار کو نور بنا کر لوٹا دیتے

ہیں۔تینوں مقام قلندر کے ہیں۔فقر کیا ہے؟

فقیرا دنیا بھونکنی نت اٹھ بھونکے کون
کنیں بجے لے لا پھر سنے گا کون

اس لئے ہر وقت ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔درود پاک میں مصروف رہنا چاہیے۔اور سالک کو ہر وقت باوضو رہنا چاہیے۔جس صاحب کے یہ تینوں مقام پورے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔

جمال یار جب پیش نظر ہو
وہاں پر غیر کا کیسے گزر ہو
دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

۲۶۔بیان کرم

ذاکر سے عامل ہوتا ہے،عامل سے کامل ہوتا ہے اور کامل سے مکمل ہوتا ہے،مکمل سے اکمل ہوتا ہے۔مکمل ساکن ہے،اور اکمل متحرک ہے۔
لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ مجذوب مکمل ہوتا ہے۔

میدان عمل میں وہاں نبی ،غوث ، قطب ،ابدال ، مجدد ، محدث ، صالحین ، تبع تابعین ،مومنین اور مسلمین سب مقام مقدسہ پر جمع رہتے ہیں اور میلہ لگا ہوا ہے۔جس مجذوب سے اللہ تعالیٰ خلقت کی فلاح اور بہبودی کا کام لینا چاہتا ہے ۔اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنالیتا ہے اور اکمل ہونے کا خطاب عطا کیا جاتا ہے اسے سب سے پہلے دو انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں دل کو شگفتگی اور گویائی کا خطاب عطا کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں مقام ہوش کے ہیں اور متحرک کی ابتدا کا چراغ ہوتا ہے۔ سراجاً منیراً ،طبعی علم اللہ تعالیٰ اسی وقت سارا عنایت فرمادیتا ہے۔اور جس قسم کا کام لینا چاہتا ہے۔ پیارے سے، اسی قسم کا علم وقت وقت پر عطا کیا جاتا ہے۔(آگھی) شریعت ،طریقت ،نظر بصیرت، حقیقت ورود، معرفت تقسیم۔

اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیارے کو نوازتا ہے ،نوازرہا ہے۔نوازتا رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کے ساتھ کھیل رچا رکھا ہے۔اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے ۔سب سے بڑا جس کو میں انعام دینا چاہتا ہوں ،علم عطا کرتا ہوں ۔اور سمجھنے کی توفیق بھی عطا کرتا ہوں۔

نوٹ: مست ،مست ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہوش عطا کرتا ہے وہ سرمست ہے۔

۲۷۔ بیان حکم

حکم اللہ تعالیٰ کا، قرآن حکیم، حکم اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ نیت اور دل، نیت قرآن حکیم ہے۔ اور عمل بزرگان دین۔ معنوں کے اعتبار سے بزرگان دین حقیقتاً دل ہیں دلبر کا۔

اسلئے حکم کو ماننا ضروری ہے، جاننا ضروری نہیں۔ جو اپنی مرضی سے رہے اس کے متعلق بزرگان دین کیا فرماتے ہیں دلبر کے ساتھ۔

پایا نوں ان پایا جاتو مڑ مڑیویں کرا راہیں
ہر پایا ان پایا تیرا جے اک پا واٹے ناہیں

قرآن حکیم حکم ہے، بزرگان دین کا وجود عمل ہے۔ ان کا جو دل ہے، علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جس صاحب پر تینوں مقام پورے ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسن کی صورت میں اترنے لگ جاتا ہے۔
وہ انعام ہیں۔ اخلاص انعام، دل عرفان، عمل حکم کی جان اور حکم اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

صاحبو! یہ لوٹ کا مقام ہے، لوٹ ہو رہی ہے۔ اور لوٹ کے ساتھ ساتھ لوٹ کی دھوم بھی مچ رہی ہے۔ اور دیوانوں اور مستانوں نے مچا رکھی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ اللہ کا حبیب کریم ہے طالب، صاحب تسلیم ہے۔ تسلیم اللہ والوں کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا وَدُوْدُ

ابتدا تیرے نام سے کرتا ہوں اے رحیم

اے خداوندِ دو عالم اے خداوندِ کریم

انتساب

حضرت پیر مقبول الٰہی صاحب مدظلہ، العالیٰ

زیب آستانہ قادریہ نوروالوں کا ڈیرہ پاک

لاہور و ماموں کانجن شریف کے نام

جنہوں نے ہر موقع پر شفقت سے نوازا

MUNIB Graphics Fsd. 626373